﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللهِ يؤتِيهِ مَن يشاء ☆﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰى اَن يَبعَثَكَ رَبكَ مَقاماً محمودا﴾ (بنی اِسرائیل:٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد٦ جمعۃ المبارک ٢١/ مئی ١٩٩٩ء شمارہ٢١

٥/صفر ١٤٢٠ہجری ☆ ٢١/ہجرت ١٣٧٨ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جو میرے مقابلہ پر آیاوہ ناکام اور نامرادرہااور مجھے جس آفت اور مصیبت میں مخالفین نے ڈالامیں اس میں سے صحیح سلامت اور بامراد نکلا۔ پھر کوئی قسم کھاکر بتاوے کہ جھوٹوں کے ساتھ یہی معاملہ ہوا کرتا ہے؟

"خداتعالیٰ کے مامورین کی شناخت کے لئے بھی نشانات ہوتے ہیں۔اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ خداتعالیٰ نے میری تائید میں نہ ایک نہ دو،نہ دو سوبلکہ لاکھوں نشانات ظاہر کئے اور وہ نشانات ایسے نہیں ہیں کہ کوئی انہیں جانتا نہیں بلکہ لاکھوں ان کے گواہ ہیں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اس جلسہ میں بھی صدہاان کے گواہ موجود ہونگے۔ آسمان سے میرے لئے نشان ظاہر ہوئے ہیں۔زمین سے بھی ظاہر ہوئے۔

وہ نشانات جو میرے دعویٰ کے ساتھ مخصوص تھے اور جن کی قبل از وقت اُور نبیوں اور آنحضرت ﷺ کے ذریعہ خبر دی گئی تھی وہ بھی پورے ہوگئے۔ مثلاً ان میں سے ایک کسوف و خسوف کا ہی نشان ہے جو تم سب نے دیکھا۔یہ صحیح حدیث میں خبر دی گئی تھی کہ مہدی اور مسیح کے وقت میں رمضان کے مہینے میں سورج اور چاند گرہن ہوگا۔اب بتاؤ کہ کیا یہ نشان پورا ہوا ہے یا نہیں؟ کوئی ہے جو یہ کہے کہ اس نے یہ نشان نہیں دیکھا؟ ایسا ہی یہ بھی خبر دی گئی تھی کہ اس زمانہ میں طاعون پھیلے گی۔ یہاں تک شدید ہوگی کہ دس میں سے سات مر جاویں گے۔اب بتاؤ کہ کیا طاعون کا نشان ظاہر ہوا یا نہیں؟ پھر یہ بھی لکھا تھا کہ اس وقت ایک نئی سواری ظاہر ہوگی جس سے اونٹ بے کار ہو جائیں گے۔ کیا ریل کے اجراء سے یہ نشان پورا نہیں ہوا؟۔ میں کہاں تک شمار کروں،یہ بہت بڑا سلسلہ نشانات کا ہے۔اب غور کرو کہ میں تو دعویٰ کرنے والا دجال اور کاذب قرار دیا گیا پھر یہ کیا غضب ہوا کہ مجھ کاذب کے لئے ہی یہ سارے نشان پورے ہوگئے؟۔اور پھر اگر کوئی آنے والا اُور ہے تو اس کو کیا ملے گا؟ کچھ تو انصاف کرو اور خداتعالیٰ سے ڈرو۔ کیا خداتعالیٰ کسی جھوٹے کی بھی ایسی تائید کیا کرتا ہے؟ عجیب بات ہے کہ جو میرے مقابلے پر آیا وہ ناکام اور نامراد رہا اور مجھے جس آفت اور مصیبت میں مخالفین نے ڈالا میں اس میں سے صحیح سلامت اور بامراد نکلا۔ پھر کوئی قسم کھا کر بتاوے کہ جھوٹوں کے ساتھ یہی معاملہ ہوا کرتا ہے!"۔ (لیکچر لدھیانہ ، روحانی خزائن جلد ٢٠ ، مطبوعہ لندن صفحہ ٢٩١،٢٩٢)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔اس ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، یکم/ مئی ١٩٩٩ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بچوں کی کلاس جو آج ہی ریکارڈ ہوئی تھی براڈکاسٹ کی گئی۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد نظم سنائی گئی۔اس کے بعد لڑکوں نے بہت دلچسپ پیرائے میں سکواش اور اس کی تاریخ سے متعلق ایک خاکہ پیش کیا۔

اتوار، ٢/ مئی ١٩٩٩ء:

آج انگریزی بولنے والے زائرین کے ساتھ حضور انور کی ایک پرانی ملاقات کا پروگرام جو ٢٢/اکتوبر ١٩٩٥ء کو ریکارڈ ہوا تھا دوبارہ پیش کیا گیا۔

سوموار، ٣/ مئی ١٩٩٩ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ٢٩ جو ٢٦/جولائی ١٩٩٤ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

منگل، ٤/ مئی ١٩٩٤ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اردو بولنے والے ان احباب کی ملاقات کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا جو ٧/نومبر ١٩٩٥ء کو ریکارڈ ہوا تھا۔چند ایک اہم سوالات یہ تھے:

☆......درود شریف میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ اور اَللّٰھُمَّ بَارِكْ کی دعا کی تکرار کیوں ہے؟ حضور انور نے فرمایا یہ محبت کے رشتے کی باتیں ہیں جب محبت ہو تو دعائیں کئی طرح سے کئی بار کی جاتی ہیں۔ ☆......مردوں کو سونا پہننا منع ہے لیکن میڈل وغیرہ جو سونے کے ہوں وہ تو لوگ پہنتے ہیں!۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ مطلب نہیں کہ مردوں کو سونا پکڑنا بھی منع ہے میڈل تو اعزاز کی خاطر خاص مواقع پر لٹکائے جاتے ہیں اسی طرح افریقن چیفس بھی سرداری کی علامت کی خاطر پہنتے ہیں۔ ☆......جب نماز میں التحیات بیٹھتے ہیں تو اچانک آنحضرت ﷺ کو خطاب کرکے

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

افغانستان، ہندوستان، پاکستان، انڈونیشیا اور یورپ کے شہداء کا دلگداز تذکرہ

ہوسکتا ہے کہ شہداء کا یہ ذکر خیر آج کے قفس میں مقیم اسیران راہِ مولا کی یاد کو بھی تازہ کردے اور وہ ان شہداء کی یاد سے تسلی پائیں کہ ان سے پہلے بڑی بڑی قربانیاں دینے والے گزر چکے ہیں

شہداء احمدیت اور ان کے پسماندگان سے متعلق تفصیلی کوائف جمع کرنے کی بابت ہدایات۔

اللہ تعالیٰ سب نئی نسلوں کو ان شہداء کے نیک نمونہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ٧/مئی ١٩٩٩ء)

لندن (٧/ مئی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آیت کریمہ ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ............الخ﴾ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ شہداء کا جو ذکر چل رہا ہے اسی کے تعلق میں یہ مرکزی آیت ہے جس کی میں ہر دفعہ تلاوت کرتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ جب شہداء کا ذکر چلا تو اس وقت ذہن میں اس کثرت سے شہداء کے نام نہیں تھے جو اب اس مضمون کے تتبع سے آہستہ آہستہ نکل آئے ہیں۔ عزیزم غلام قادر کی شہادت سے جو یہ سلسلہ چل نکلا ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بھی درجات بلند فرمائے گا۔ حضور ایدہ اللہ نے پاکستان میں جو اس وقت مختلف جیلوں میں اسیران راہ مولا ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ذکر خیر جو میری زبان سے جاری ہوتا ہے ہوسکتا ہے کہ وہ آج کے قفس میں مقیم اسیروں کی یادوں کو بھی تازہ کردے اور وہ ان شہداء کی یاد سے تسلی پائیں کہ ان سے پہلے بڑی بڑی قربانیاں دینے والے گزر چکے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ افغانستان میں اس سے اور بھی زیادہ شہید ہوئے ہیں جتنا عام لوگوں کا تصور ہے۔ آج کے ذکر میں حضور نے سب سے پہلے

باقی صفحہ نمبر ٨ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

ہر روز نصرتوں کے نشاں پر نشان ہیں
برکات ہیں یہ صدقِ خلافت کے نور کی

اللہ تعالیٰ کے ہم پر جو بے انتہا احسانات ہیں ان میں سے ایک عظیم احسان یہ بھی ہے کہ ہم مومنین اور اعمال صالحہ بجالانے والوں کی اس جماعت کا حصہ ہیں جو قرآن مجید کی سورۃ نور کی آیت استخلاف میں مذکور الٰہی وعدہ کی مصداق ہے اور جس میں آنحضرت ﷺ کی پیش خبری کے مطابق خلافت علیٰ منہاج نبوت کا حددرجہ مبارک نظام قائم ہے۔ ہمارے معاند ہمیں جو چاہیں کہیں اور ہمارے متعلق جس قدر چاہیں جھوٹ اور افترا اور بہتان طرازی سے کام لیں لیکن ہم خدائے بزرگ و برتر کی اس فعلی شہادت اور اس کی ہر روز کی تائید و نصرت پر خوش اور نازاں ہیں کہ آج روئے زمین پر صرف ہم ہی وہ جماعت مومنین ہیں جس پر خدا تعالیٰ کی پیار کی نظریں پڑتی ہیں اور جسے اُس نے دنیا بھر میں تمکنت دین اسلام اور اپنی سچی اور کامل توحید کے قیام کے واسطے منتخب فرمایا ہے۔ اور جب وہ کسی کو کسی کام کے لئے منتخب فرماتا ہے تو پھر اسے اپنی غیر معمولی نصرت و تائید سے بھی نوازتا ہے اور دنیا کو دکھاتا ہے کہ یہ میرا انتخاب ہے اور میں ہی ان کا محافظ اور معین و مددگار ہوں۔ اس کا فرمان ہے "اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَادُ" (المومن:۵۲) کہ ہم یقیناً اپنے رسولوں کی اور ان پر ایمان لانے والوں کی اس دنیا میں بھی ضرور مدد کریں گے اور اس دن بھی جبکہ گواہ کھڑے ہونگے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ الٰہی نصرت کے نشانوں سے اس طرح بھری پڑی ہے کہ گویا ان کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ دنیا کا کوئی خطہ نہیں جو ان نشانات سے خالی ہو۔ خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ سے صدق و اخلاص اور وفا کا تعلق رکھنے والے تمام احمدی ان نشانوں کے گواہ ہیں۔ صرف ذاتی اور انفرادی طور پر یا مقامی اور ملکی سطح پر ہی نہیں بلکہ عالمی پیمانے پر ساری جماعت احمدیہ عالمگیر کے ساتھ خدا تعالیٰ کا جو خاص فضل اور احسان کا غیر معمولی سلوک ہے اور اس کی نصرت کے جو نشان موسلادھار بارش کی طرح برس رہے ہیں ان کا احاطہ تو در کنار ان کا تصور بھی کسی انسان کے بس میں نہیں۔

آیت استخلاف میں یہ بشارت دی گئی تھی کہ مومنین کی جس جماعت کو خدا تعالیٰ خلافت کے لئے منتخب فرمائے گا ان کے ذریعہ ان کے اس دین کو تمکنت بخشے گا جسے اُس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے۔ وہ دین کیا ہے؟ اسلام۔ فرمایا رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (یعنی میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے)۔ چنانچہ آج ساری دنیا میں تمکنتِ دینِ اسلام کی مہم کو جس وسعت اور گہرائی کے ساتھ اور جس شان اور کامیابی کے ساتھ جماعت احمدیہ انجام دے رہی ہے اس کی کوئی نظیر پائی نہیں جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ امام اور خلیفہ بخشا ہے جس کی وہ خود رہنمائی فرماتا اور پھر اپنے اس پاک بندے کے منہ سے نکلی ہوئی باتوں کو غیر معمولی حالات میں پورا کر کے اپنی قدرت اور رحمت کے عظیم نشان دکھاتا ہے۔

۱۹۸۴ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ پاکستان سے بتقدیر الٰہی ہجرت کر کے لندن تشریف لائے تو جماعت ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔ وہ دور جس میں مخالفتیں بھی انتہا درجہ کی ہوئیں یہاں تک کہ پاکستان کے اس وقت کے آمر نے اپنے اس ناپاک عزم کا کھلے بندوں اعلان کیا اور اس کا یہ پیغام انگلستان میں مولویوں کی ایک کانفرنس میں پڑھ کر سنایا گیا کہ وہ "احمدیت کے کینسر" کو ختم کر دے گا۔ لیکن جس قدر مخالفت بڑھتی گئی اس سے کہیں زیادہ زور اور شدت کے ساتھ آسمان سے فرشتوں کی تائید نازل ہوتی چلی گئی اور وہ صدائے فقیرانہ حق آشنا جسے وہ دشمن بدنواد با کر ختم کر دینا چاہتا تھا وہ دیکھتے ہی دیکھتے شش جہات میں اس شان اور عظمت سے پھیلنے لگی کہ اس سے زمین ہی نہیں فضا بھی گونجنے لگی۔ بڑی کثرت سے نئی مساجد کی تعمیر شروع ہوئی۔ قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم ہوئے اور اسلامی لٹریچر مختلف زبانوں میں تراجم ہو کر پھیلنے لگا۔ خدمتِ خلق اور ہمدردیٔ بنی نوع انسان کے کاموں میں نئی بلندیاں حاصل ہوئیں اور لوگ جوق در جوق اس الٰہی نظام سے وابستہ ہونے لگے۔ ۱۹۹۳ء میں ہمارے محبوب امام خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے عالمی بیعت کی تحریک فرمائی تو چند ہزار سالانہ سے بڑھ کر یکدم دولاکھ چار ہزار ۳۰۸ تک بیعتوں کی تعداد جا پہنچی۔ آپ نے خواہش فرمائی کہ اگلے سال دوگنا ہوں تو خدا تعالیٰ نے ایسا بابرکت سلسلہ چلایا کہ یہ سلسلہ اس طرح بڑھتے بڑھتے ۱۹۹۸ء میں صرف ایک سال میں ۵۰ لاکھ چار ہزار ۵۹۱ بیعتوں تک جا پہنچا۔ ادھر ایم ٹی اے کے ذریعہ احمدیوں کی تعلیم و تربیت اور ان میں دین کے استحکام اور تمکنتِ اسلام کا جو مبارک سلسلہ شروع ہوا تو وہ ہر سال نئی جہتوں میں نئی رفعتوں کو چھونے لگا۔ کیا یہ سب خدا تعالیٰ کی نصرتوں کے عظیم نشانات نہیں؟

دنیا حیران و سرگردان ہے کہ یہ چھوٹی سی اقلیت، یہ غریب اور بے کس اور بے سہارا جماعت شدید مخالفتوں کے باوجود کیسے اتنی بڑی بڑی مہمات دینیہ اس قدر کامیابی کے ساتھ سرانجام دے رہی ہے۔ ہم انہیں کس طرح سمجھائیں کہ یہ سب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے وعدوں کا فیض ہے۔

ہر روز نصرتوں کے نشاں پر نشان ہیں ☆ برکات ہیں یہ صدق خلافت کے نور کی

وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم

بر روئے خاک شجرۂ راحت خلافت است

(کلام: مکرم مولانا ظفر محمد صاحب ظفر مرحوم)

آئینہ دار نورِ رسالت خلافت است
شیرازہ بندِ روحِ جماعت خلافت است

دیدم بسے نظام بروئے زمیں مگر
جانِ نظام و حسنِ سیاست خلافت است

میزانِ پادشاہی و جمہوریت غلط
قسطاسِ مستقیم عدالت خلافت است

ہریک طریق دُشمنِ تسکین رہرواں
راہِ نجات وامن و سلامت خلافت است

در مسجد و امام ندانی کہ راز چیست
مسجد جماعت است و امامت خلافت است

اے بے خبر بہ ظلِ خلافت بیا! دگر
بر رُوئے خاک شجرۂ راحت خلافت است

بگذر ز نفسِ خوش و ظلوم و جہول باش
نشنیدہ ای کہ بارِ امانت خلافت است

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہا جاتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا جب آپ قبرستان جاتے ہیں تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْر کہتے ہیں۔ یہ قرب کے غیر معمولی اظہار کا ذریعہ ہے۔ نماز میں پہلے اللہ کو التحیات دیئے جارہے ہیں اور خدا کے بعد آنحضرت ﷺ کو سلام اور رحمت کی دعا بھی دی جاتی ہے

بدھ، ۵/ مئی ۱۹۹۹ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ اردو بولنے والے احباب کی ۲۴/ نومبر ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ کی گئی ملاقات کی ریکارڈنگ دوبارہ نشر کی گئی۔

جمعرات، ۶/ مئی ۱۹۹۹ء:

آج حضور انور کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۳۰ جو ۸/ اگست ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۷/ مئی ۱۹۹۹ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فرنچ بولنے والے احباب کی اس ملاقات کا پروگرام نشر کیا گیا جو ۳/ مئی ۱۹۹۹ء کو ریکارڈ ہوا تھا۔ چند ایک اہم سوالات یہ تھے:

☆...... غیبت کہاں تک منع ہے؟ کیا بیوی خاوند اور خاوند بیوی کو باتیں بتا سکتا ہے؟۔ حضور نے فرمایا کہ بری نیت کے بغیر اگر عام باتیں ایک دوسرے کو بتا دیں تو منع نہیں۔ لیکن اگر رشتہ داروں کے خلاف دشمنی پیدا کرنے کی نیت سے باتیں کریں تو یہ غیبت ہے۔ ☆...... لوگ جنہیں جن یا بھوت پریت کہتے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ فرشتے ہوں؟ حضور انور نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا۔ فرشتہ کبھی Ghost کی شکل میں ظاہر نہیں ہو سکتا۔ ☆...... لاکھوں سال سے انسان ذہانت میں ترقی کر رہا ہے۔ کیا مستقبل میں لوگ قرآن کو زیادہ ذہانت سے سمجھیں گے؟ حضور انور نے فرمایا ذہانت انسان کو متکبر بنا رہی ہے اسی لئے وہ انکساری اور عجز کی طرف نہیں جارہا۔ قرآن مجید تو یہ بتاتا ہے کہ انسانیت مٹادی جائے گی پھر خدا تعالیٰ اور قسم کی مخلوق پیدا فرمائے گا۔

☆...... کیا ہومیوپیتھی میں ایلوپیشیا کا علاج ہے؟ ☆...... حضور کی رائے میں بڑے مذاہب میں کون سا باقی رہے گا؟ فرمایا صرف ایک ہی مذہب باقی رہنے والا ہے جو قرآن اور حضرت محمد ﷺ کا مذہب ہے۔

☆...... کیا مرزا غلام قادر شہید جو حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد میں سے تھے ان کی شہادت کا پاکستان پر کچھ اثر پڑے گا؟۔ حضور نے فرمایا کہ انہیں شہید کرنے والوں کے دو مقاصد تھے۔ ایک تو شیعوں کی توجہ کو احمدیوں کی طرف پھیرنا چاہتے تھے اور دنیا کو دکھانا چاہتے تھے کہ فسادی سپاہ صحابہ نہیں ہیں اس لئے احمدیوں کو مارو۔ دوسرے وہ ایران کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ تم ہمیشہ سپاہ صحابہ پر الزام لگاتے تھے جبکہ یہ احمدی تھے۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے ان کے شیطانی منصوبہ کو خاک میں ملا دیا۔ اس بارہ میں شہادات مل رہی ہیں وقت پر تفصیلات بتادی جائیں گی انشاءاللہ۔

(مرتبہ: امۃ المجید چوہدری)

خلافت کی اہمیت و برکات

(محمد الیاس منیر)

کائنات کے چھوٹے سے ذرّہ، ایٹم کو لیجئے یا بڑے سے بڑے کسی اور جسم کو، جس کا بھی سینہ چاک کریں وہاں ایک دھڑکتا ہوا دل، ایک مرکز پائیں گے جو اس ذرّہ یا اس جسم کی ہر حرکت اور سکون کا محور ہوگا۔ اسی طرح عالم صغیر ہو یا عالم کبیر، ہر ایک عالم میں قدرت کا یہی قانون کارفرما نظر آتا ہے۔ عالم صغیر یعنی انسان کے تمام اعضاء اور اعصاب اور رگ وریشے اس کے دل کے ایک ایک اشارہ پر حرکت کرتے ہیں۔ تو عالم کبیر میں موجود تمام سیارے اور ستارے اپنا ایک مرکز رکھتے ہیں۔ کچھ سیارے ملکر ایک نظام بناتے ہیں جن کا مرکز ایک سورج ہوتا ہے۔ اور اسی قسم کے چند نظام ملکر ایک گلیکسی بناتے ہیں اور کائنات میں موجود اس قسم کی بے شمار گلیکسیز ہیں جو ایک بڑا مرکز رکھتی ہیں اور اپنے اپنے محور پر حرکت کررہی ہیں۔

کائنات کے چھوٹے سے چھوٹے ذرہ سے لیکر بڑی سے بڑی گلیکسی تک میں جو یہ وحدت ہے یہ جہاں ہمیں خداتعالیٰ کی توحید کی طرف توجہ دلاتی ہے وہاں اس میں بنی نوع انسان کی معاشرتی زندگی کے لئے ایک شاندار سبق بھی پنہاں ہے کہ دنیا کا کوئی بھی نظام، کوئی بھی کاروبار مرکزیت کے بغیر نامکمل ہے، معاشرہ میں مل جل کر رہنے کے لئے ایک نظام کی ضرورت ہے جس میں ایک ایسا مرکز ہونا چاہئے جسے ہر فرد اپنے اوپر مسلّط کرے۔ اسی پر نوع انسانی کے نظام کی کامیابی کا مدار ہوگا۔ اسی پر اس کی ترقی کا انحصار ہوگا۔

جہاں تک انسانی معاشرہ میں نظام کا تعلق ہے، یہ دنیا کے ہر خطہ، ہر ملک اور ہر قبیلہ میں موجود ہے اور اس کا ہر جگہ ہونا اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ یہ واقعی فطرت کی آواز ہے۔ لیکن ان نظاموں میں آئے دن پیدا ہونے والی گڑبڑ اور تبدیلیاں، برپا ہونے والے انقلابات، رونما ہونے والے فسادات کی وجہ سے اس بات پر یقین آجاتا ہے کہ یہ حقیقی نظام نہیں ہیں۔ ان میں مرکزیت کی وہ فطری روح نہیں جو خداتعالیٰ کے منشاء کے مطابق ہے۔ خداتعالیٰ تو چاہتا ہے کہ بنی نوع انسان پرسکون زندگی بسر کریں، پورے اطمینان کے ساتھ اس دنیا میں رہیں۔ اس نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر جب ہم ساری دنیا میں مختلف نظاموں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس سوال کا جواب صرف اور صرف خداتعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن کریم میں ملتا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَعَدَاللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُم وَعمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخلِفَنَّهُمْ فِي الاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ. وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْناً. يَعْبُدُونَنِی لاَ يُشْرِكُونَ بِی شَيْئًا. وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُوْلٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ . (سورة النور:٥٦)

ترجمہ : اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دئے جائیں گے۔

اس آیت میں خداتعالیٰ نے جس نظام کا ذکر فرمایا ہے وہ آسمانی نظام ہے جس کا سربراہ خود اللہ تعالیٰ مقرر فرماتا ہے۔ اور جس کا آئین ایک ابدی اور کامل کتاب قرآن شریف کی شکل میں اس نے نازل فرمادیا ہے جو فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔ یہ نظام، نظام خلافت کہلاتا ہے جو خداتعالیٰ کے مامور اور اس کے مرسل نبی کی وفات کے بعد خداتعالیٰ کی طرف سے قائم کیا جاتا ہے اور اس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک لوگ اس نظام کی شرائط کو پورا کرتے رہیں۔

خلافت کیا ہے

لغت کی رو سے خلافت کے معنے نیابت اور جانشینی کے ہیں اور اصطلاحاً اس سے مراد نبی کا جانشین ہوتا ہے۔ علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں۔ الخليفة من يقوم مقام الذاهب و يسدّ مسدّه

(النهاية جلد ١ صفحه ٣١٥)

کہ خلیفہ وہ ہوتا ہے جو کسی جانے والے کی جگہ پر کھڑا ہو اور اس کے جانے کی وجہ سے پیدا ہونے والے خلا کو پُر کردے۔

علامہ بیضاوی نے لفظ خلیفہ کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"والخليفة من يخلف غيره و ينوب منابه والهاء فيه للمبالغة"

(تفسير بيضاوی جلد ١ صفحه ٥٩)

یعنی خلیفہ کسی دوسرے شخص کے بعد ہوتا ہے اور اس کی قائمقامی کرتا ہے۔ اور اس میں جو ھاء ہے وہ مبالغہ کے لئے ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں، جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانے کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد ٤ صفحه ٣٨٣)

پس خلافت نبوت کی جانشینی ہے اور خلیفہ نبی کے شروع کئے ہوئے عظیم الشان مشن کو خداتعالیٰ سے راہنمائی حاصل کرکے، نبی کی نشان کردہ راہوں پر چلتے ہوئے آگے سے آگے بڑھاتا ہے اور نہ صرف اس کے تشنہ تکمیل منصوبوں اور سکیموں کو تکمیل تک پہنچاتا ہے بلکہ اس کی بعثت کی غرض کو پورا کرنے کی خاطر وہ نئے نئے پروگراموں اور منصوبوں کی بنا بھی ڈالتا ہے اور اسطرح سے تجدید دین کرتا ہے۔ اور وہ اپنے فرائض کو پوری شدت اور جوش وخروش اور تیزی کے ساتھ ادا کرتا ہے کیونکہ لفظ خلیفہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یہ ہے خلافت حقہ کا تصور، جو خداتعالیٰ کی طرف سے قائم ہوتا ہے اور جو دنیا کے ہر نظام سے ہر پہلو میں کہیں بہتر اور زیادہ مؤثر ہے۔

عالمِ اسلام کا اتحاد اور خلافت

خلافت کی اہمیت پر کئی پہلوؤں سے روشنی ڈالی جاسکتی ہے۔ ایک بنیادی نکتہ "مرکزیت اور خلافت" اوپر بیان ہوچکا ہے۔ اس مذکورہ بالا امر کی تصدیق اس حقیقت سے بخوبی ہوجاتی ہے کہ آج خلافت کے جھنڈے تلے نہ ہونے کی وجہ سے پوری دنیا بے چینی اور انتشار کا شکار ہے۔ باقی دنیا تو ایک طرف عالم اسلام بھی، جس کے پاس قرآن کریم جیسا پاکیزہ اور مکمل عظیم الشان ضابطہ حیات موجود ہے، اسی کیفیت سے دوچار ہے۔ اس صورت حال کی حقیقی وجہ یہی ہے کہ ان لوگوں کے پاس کوئی ایسا نظام موجود نہیں جو مرکزی حیثیت رکھتا ہو اور اس کی ہر بات پر عمل کرنا، ہر مکتب فکر کے لوگوں پر لازمی امر ہو۔ اگر آج بھی عالم اسلام اس نظام پر متفق ہوجائے تو مسلمان دنیا کی بڑی طاقت بن سکتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ عالم اسلام کی ترقی، اس کا اتحاد، اس نظام خلافت کے بغیر بالکل ناممکن ہے۔ مشہور عالم الشیخ الطنطاوی الجوھری نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ آپ آیت استخلاف درج کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

"هذه الآية ذكرناها مرّةً أُخرىٰ في الكتاب وأعدناها هٰهنا بعد اَن بَيّنّا طريق الاتحاد بين المسلمين. تلك الطريق الّتى هَدانا اللّٰه لِاستخراجها من الكتاب العزيز لا سبيل اِلى إسعاد المسلمين بغيرها ولا سبيل لِاراحتهم وتمكينهم في الأرض واستخلافهم فيها وتبديل خوفهم أمناً اِلاَّ بهٰذه السبيل وحدها (الخلافة).

(القرآن والعلوم العصرية صفحه ٢١)

یعنی اس آیت کا ہم نے اس کتاب میں دوبارہ ذکر کیا ہے اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کا طریق بیان کرنے کے بعد ہم نے پھر اس آیت کو دھرایا ہے کیونکہ اس طریق کا علم ہمیں کتاب عزیز سے ہوتا ہے اور اسکے بغیر مسلمانوں کی کامیابی کا اور کوئی طریق نہیں، نہ ہی انہیں زمین میں خوشحالی اور طاقت حاصل ہوسکتی ہے۔ اور نہ ہی حکومت میسر آسکتی ہے اور نہ ہی اس کا خوف امن سے تبدیل ہوسکتا ہے، مگر صرف اور صرف اس (خلافت) کے ذریعہ۔ گویا آج جس شخص نے بھی حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہونا ہے، جسے بھی حقیقی سکون اور راحت سے زندگی بسر کرنے کی تلاش ہے، جسے بھی اپنی روحانی اور مادی ترقی کی فکر ہے، اسے خلافت کا جھنڈا تلاش کرکے اس کے نیچے جمع ہونا ہوگا۔ اس کے مرکز سے زندہ تعلق قائم کرکے، اس کی طرف سے جاری ہونے والی تمام ہدایات کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل اور ضابطہ حیات مرتب کرنا ہوگا اور جو شخص اس کے مطابق عمل کرے گا اس کی کامیابی یقینی ہے۔

خلافت نبوت کا تتمّہ ہے

خلافت کی اہمیت ایک ناگزیر ضرورت بن کر اس وقت سامنے آتی ہے جب ہم نبی اور اس کے مشن کو دیکھتے ہیں۔ خداتعالیٰ اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے نبی بھیجتا ہے مگر انکے ذمہ صرف تخم ریزی کا ہی کام ہوتا ہے۔ ان کے ہاتھوں تو انکے مشن کی صرف ابتداء ہی ہوتی ہے، اس کی بنیاد پڑتی ہے، اور ان کے جانے کے بعد خلافت نبوت کا تتمہ اور حصہ بن کر وجود میں آتی ہے۔ یہ خدا کی قدیم سنت ہے جیسے کہ اصدق الصادقین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

"ما كانت النبوة قطّ اِلاَّ تبعتها خلافة"

(كنز العمال جلد ٦ صفحه ١١٩)

کہ ہر نبوت کے بعد خلافت لازمی طور پر قائم ہوتی رہی ہے۔ اگر بالفرض نبوت کے بعد خلافت کا سلسلہ نہ ہو تو نعوذ باللہ اس سے خداتعالیٰ پر حرف آتا ہے کہ اس نے دنیا میں ایک منصوبہ جاری فرمایا مگر ابھی وہ تشنہ تکمیل ہی تھا کہ اس نے اس قائم کردہ سلسلہ کو اپنے ہاتھوں سے ملیامیٹ کردیا، گویا وہ ایک بلبلہ تھا جو سمندر کی سطح پر ظاہر ہوا اور پھر چند ثانیے بعد وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے مٹ کر پانی کی مہیب لہروں میں غائب ہوگیا۔ پس خداتعالیٰ کی شان اسی میں ہے کہ نبی کی وفات کے بعد اس کی جانشینی کا سلسلہ بھی قائم ہو، جو اس نبی کے مشن کو مکمل کرنے میں کوشاں ہوجائے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اس نقطہ نظر سے نظام خلافت کے قیام کی ضرورت واہمیت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ "خداتعالیٰ کا کلام مجھے فرماتا ہے.........وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دیگا، کچھ میرے ہاتھ سے کچھ میرے بعد، یہ خداتعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور انکو غلبہ دیتا ہے.........اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کردیتا ہے، لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا، بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دیکر جو بظاہر

ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے .... ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کردیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناکام رہ گئے تھے، اپنے کمال کو پہنچتے ہیں"۔(الوصیت)

پس خلافت کے قیام کی ضرورت اور اس کی اہمیت جہاں مادی قانون قدرت سے ثابت ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے روحانی نظام کا بھی یہی تقاضہ ہے اور اسکی سنت بھی یہی ثابت کرتی ہے کہ نبوت کے بعد خلافت کا نظام بہر حال قائم ہونا چاہئے کہ ساری دنیا کے مسائل کا حل اسی نظام میں ہے۔

خلافت کا مقام

خلافت کی اہمیت کا ایک پہلو خلیفہ کے مقام سے تعلق رکھتا ہے۔ ذیل کی سطور میں اسی موضوع سے خلافت کی اہمیت بیان کی جائے گی۔ و باللہ التوفیق۔ خلافت ایک نعمت ربانی ہے اس کو خلافتِ رحمت بھی کہتے ہیں۔ اس منصب پر فائز ہونیوالا مبارک وجود، حضرت سید محمد اسماعیل صاحب شہیدؒ کے الفاظ میں "سایہ رب العالمین، ہمسایۂ انبیاء و مرسلین، سرمایہ ترقی دین اور ہم پایہ ملائکہ مقربین ہوتا ہے۔ وہ دائرہ امکان کا مرکز، تمام وجوہ سے باعث فخر اور ارباب عرفان کا افسر ہوتا ہے۔ اس کا دل تجلّیٔ رحمان کا عرش اور اس کا سینہ رحمت وافرہ اور خدا تعالیٰ کے جلال اور اقبال کا پرتوہ ہوتا ہے۔ اس سے اعراض معارضہ تقدیر اور اس سے مخالفت، مخالفتِ ربّ قدیر ہے۔ حضرت سید صاحب موصوف خلیفہ راشد کا اعلیٰ وارفع اور پاکیزہ مقام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جو صاحب کمال اس کے ساتھ اپنے کمال کا موازنہ کرے وہ مشارکت حق تعالیٰ پر مبنی ہے۔ اہل کمال کی یہی علامت ہے کہ اس کی خدمت میں مشغول اور اس کی اطاعت میں مبذول رہیں۔ اس کی ہمسری کے دعویٰ سے دستبردار رہیں اور اسے رسول کی جگہ شمار کریں"۔

(منصب امامت صفحہ ۸۷،۸۶)

آپ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

"امام، رسول کے سعادت مند فرزند کی مانند ہے، تمام اکابر امت و بزرگان ملت ملازموں اور خدمتگاروں اور جانثار غلاموں کی مانند ہیں۔ پس جس طرح تمام اکابر سلطنت وارکان مملکت کے لئے شہزادۂ والا قدر کی تعظیم ضروری ہے اور اس سے توسل واجب ہے، اور اس سے مقابلہ نمک حرامی کی علامت اور اس پر مفاخرت کا اظہار بد انجامی پر دلالت کرتا ہے، ایسا ہی ہر صاحبِ کمال کے حضور میں تواضع اور تذلل سعادتِ دارین کا باعث ہے۔ اور اس کے حضور اپنے علم اور کمال کو کچھ سمجھ بیٹھنا دونوں جہان کی شقاوت ہے۔ اس کے ساتھ یگانگت رکھنا رسول سے یگانگت ہے اور اس سے بیگانگی ہو تو خود رسول سے بیگانگی ہے"۔(منصب امامت صفحہ ۷۹)

خلیفہ وقت نبی کے بعد ایک اعلیٰ اور منفرد مقام پر فائز ہوتا ہے، اس کو خدا تعالیٰ قائم کرتا ہے اور وہی قائم رکھتا ہے اس کی ہر طرح سے تائید و نصرت کرتا ہے۔ اسے علم لدنی عطا فرماتا ہے، اسے خود حکمت سکھاتا ہے۔ قرآن کریم کے معانی، مطالب، اسرار، رموز اور حقائق و دقائق سے مالا مال کرتا ہے جس کی بدولت وہ قرآن کریم کی تفسیر سب سے بہتر سمجھتا اور بیان کرتا ہے۔ خدا خود اس کی ہر مشکل مرحلہ پر رہنمائی کرتا ہے، ہر ابتلاء میں اسے پورا اترنے کی توفیق بخشتا ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ ہر قسم کے احکام کے اجراء اور مہمات کا انجام اس کے سپرد کیا جائے۔ اور ہر شخص خواہ وہ مجتہد ہو یا مقلد، عالم ہو یا عامی، عارف ہو یا غیر عارف، اپنے آپ کو اس کے سامنے لاشئی محض سمجھے۔ اس کے حضور اپنی زبان بند رکھے۔ کسی بھی طرح اس کے سامنے استقلال کا دم نہ مارے۔ اس کے اختیارات خود مقرر کرنے کی کوشش نہ کرے۔ بلکہ اس کے مقام کا تقاضا ہے کہ یہ کام اسی پر چھوڑا جائے۔ جیسے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

"کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو صرف ایک ملّا بھی کرسکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے"۔

کامل اطاعت انسان کو صحابہ کے مقام تک پہنچادیتی ہے۔ اور آج اسکے نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان تنزل کا شکار ہیں۔ گو آج کے مسلمان نمازیں بھی پڑھتے ہیں، زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اور حج بھی کرتے ہیں، مگر ان میں وہ ترقی نہیں جو صحابہ میں تھی، حالانکہ صحابہ بھی یہی نمازیں پڑھتے، زکوٰۃ دیتے اور حج کرتے تھے۔ اس کی وجہ ہی یہ ہے کہ صحابہ میں ایک نظام کے تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہ اسی وقت اس پر عمل کے لئے کمربستہ ہوجاتے اور اطاعت کی یہ روح آج کے مسلمانوں میں نہیں ہے۔ آخر وہ کیا وجہ ہے کہ آج کا مسلمان اپنے اس بنیادی وصف سے عاری ہے۔ اس کا جواب سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں یہ ہے کہ:

"اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا، پس جب خلافت ہوگی اطاعت رسول بھی ہوگی"

(تفسیر کبیر سورۃ نور)

اس نقطہ نظر سے خلافت کی اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ ترقی ایمان اور قبولیتِ اعمال کی اب نظامِ خلافت کے سوا کوئی صورت نہیں ہے۔ جسے متاع ایمان اور عاقبت کی فکر ہو اسے لازم ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت کے نظام کے ساتھ ہوجائے جو آج جماعت احمدیہ کے سوا دنیا میں کسی اور کے پاس نہیں ہے۔

برکات خلافت

میرے مضمون کا دوسرا حصہ برکاتِ خلافت سے متعلق ہے خلافت کی برکات بنیادی اور اصولی طور پر دو قسم کی ہیں۔

۱۔ تمکنتِ دین۔ جس کا ذکر وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ کے الفاظ میں فرمایا۔

۲۔ ازالہ خوف۔ اس کا ذکر وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کہہ کر فرمایا۔

خلیفہ کے تقرر کا طریق ایک عظیم نعمت

اس کی ایک بہت بڑی برکت اسکے قیام کے وقت اور طریق سے تعلق رکھتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں مختلف قومیں اپنے لیڈر کا انتخاب کرتی ہیں تو انتخابی مہمات کے دوران زبردست فسادات ہوتے ہیں، پھر جب کوئی لیڈر منتخب ہوجاتا ہے تو اس کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا عرصہ اقتدار کب تلک ہے اور کس گھڑی اس کو بے عزت کرکے کرسیٔ اقتدار سے الگ کردیا جائے گا۔ لیکن دنیا میں خلافت ہی واحد نظام ہے جس میں ایک امام کے بعد دوسرے امام کے انتخاب کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسا اصول وضع فرمادیا ہے جس کے نتیجہ میں کوئی دنگا فساد نہیں ہوتا۔ ہر کوئی مطمئن اور پرسکون ہوتا ہے۔ اور وہ اصول یہ ہے کہ کوئی شخص خلافت کی خواہش نہ کرے، بلکہ اس منصب پر خدا تعالیٰ جسے مناسب سمجھے گا اسے خود فائز کردے گا اور یہ کہ جسے وہ خلافت کی خلعت پہنادے اس کے بعد اس خلعت کو اتارنے کا کسی کو بھی حق نہ ہوگا۔ پس جب کسی کو خلافت کی خواہش نہ ہوگی تو نہ تو کسی کو اس کے حصول کے لئے کوشش کرنی پڑے گی اور نہ ہی کوئی شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہونے والے امام کے خلاف تحریک چلا کر اسے اس خلعت کو اتارنے پر مجبور کرنے کی جرأت کریگا۔ اور یوں اس نظام سے وابستہ ہر شخص قلبی وذہنی طور پر بڑا پرسکون ہوگا۔

خدائی تائید و نصرت

خلافت کے تمام کاروبار اور اس کی برکات کی بنیاد خدائی تائید و نصرت پر ہے جو بجائے خود خلافت کی ایک عظیم الشان برکت ہے۔ گویا خلافت کی ساری عمارت ہی برکات سے معمور ہے اور اس عمارت کی بنیادیں بھی برکات سے ہی بھری گئی ہیں۔ چنانچہ تمکنت دین کے ہر قدم پر، خوف کے ہر لحہ میں خدا تعالیٰ خلافت کی برکت سے اپنے بندوں کی خاص تائید و نصرت فرماتا ہے، جس کے نتیجہ میں وہ ہر مرحلہ پر سرخرو ہوکر نکلتے ہیں۔ ہر قدم پر کامیابی انکے پاؤں چومتی ہے۔

تمکنتِ دین اور خلافت کی برکات

جیسا کہ اوپر یہ صراحت سے بیان ہوچکا ہے کہ نبی تو صرف تخم ریزی ہی کرپاتا ہے کہ اسے خدا کی طرف سے بلاوا آجاتا ہے۔ دین کی اشاعت، اس کی وسعت، اس کا استحکام، فتوحات، منظم اور مربوط طور پر اس کی عمارت کو بلند کرنا اور یہ سب باتیں جو بعد میں آنیوالے خلفاء کے زمانوں میں پوری ہوتی ہیں وہ خلافت کی برکات ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو آپکے دورِ خلافت کی ابتداء میں فرمایا:

"مبارک ہو قادیان کی غریب جماعت! تم پر خلافت کی رحمتیں یا برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

(منصب خلافت صفحہ ۳۷)

خدا تعالیٰ کا یہ قول ہر زمانہ میں قائم ہونے والی خلافت کے ہر دور میں پورا ہوتا چلا آیا ہے۔ حضرت موسیٰ کی وفات انکے مشن کی تکمیل سے پہلے ہی ہوگئی تھی۔ چنانچہ آپکے بعد بھی خلافت کا نظام قائم ہوا۔ چنانچہ بائبل میں ہے:

"جب خداوند کا بندہ موسیٰ مر گیا تو یوں ہوا کہ خداوند نے نون کے بیٹے یشوع کو جو موسیٰ کا خادم تھا خطاب کرکے فرمایا کہ میرا بندہ موسیٰ مر گیا ہے، سو اب تو اُٹھ اور اس یردن پار اس ساری قوم سمیت اس سرزمین کو جو میں انہیں یعنی بنی اسرائیل کو دیتا ہوں اُتر جا...... ساری سرزمین اور دریائے اعظم تک جو سورج کے ڈھل جانے کی طرف ہے تمہاری سرحد ہوگی۔ میں تجھ سے غافل نہ ہونگا۔ اور نہ تجھے چھوڑوں گا۔ مضبوط ہو اور دلاوری کر"۔

(یشوع کی کتاب باب ۱۔ آیت ۱ تا ۷)

چنانچہ حضرت یوشع نے پوری ہمت اور دلاوری کا مظاہرہ کیا اور بالآخر انہیں فتح نصیب ہوئی۔ اور دریائے یردن کے اس پار کا علاقہ، ارض مقدسہ انہیں مل گئی۔ ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کو یہ فتح اس لئے نصیب ہوئی اور حضرت موسیٰ کا تشنہ تکمیل منصوبہ اس لئے پورا ہوا کہ قوم موسیٰ نے نظام خلافت کو قبول کیا اور اس کی اطاعت میں اپنے آپ کو فنا کردیا۔ اور اسطرح سے تمکنتِ دین کا خدائی وعدہ پورا ہوا۔

ارکان دین کی حفاظت اور تمکنتِ دین

خلیفہ وقت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا ولولہ اور ایسی امنگ عطا ہوتی ہے کہ وہ اس کی بدولت تمکنتِ دین کے لئے ہر قسم کے نامساعد حالات کے باوجود کسی بھی ضروری اقدام کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ جب خلیفہ ہوئے تو مسلمان کہلانے والے بعض اعراب نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا۔ یہ بڑا ہی نازک وقت تھا ایک طرف قیصر روم کے حملہ کا خطرہ، دوسری طرف اعراب کی بغاوت اور انکی طرف سے برپا فتنۂ ارتداد، یہ مسائل بڑی خوفناک اور گھمبیر شکل اختیار کئے ہوئے تھے۔ ایک عام انسان اس حالت میں بمشکل ان فتنوں پر ہی قابو پانے کی کوشش کرسکتا ہے۔ اسے مثبت اقدام کی سکت ہی نہیں ہوتی۔ مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فوری طور پر زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والے مسلمانوں کی سرکوبی کا پروگرام بنایا اور اس کے لئے ٹارگٹ مقرر کرتے

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

پاک اور صاف ہونے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا بہت ضروری ہے

اپنے مظلوم بھائیوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں جو اس وقت طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں اور اس بات سے خدا کا شکر کریں کہ آپ کی مماثلت ظلم کرنے والوں سے نہیں بلکہ مظلوموں سے ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲/اپریل ۱۹۹۹ء بمطابق ۲/شہادت ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾۔

(سورة المدثر آیات ۱ تا ۵)

ابھی جو قربانیوں کی عید گزری ہے اس کا تعلق خانۂ کعبہ سے ہے۔ اُس خانہ کعبہ میں جس کے گرد یہ عید گھومتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت صحنِ کعبہ کو پاک اور صاف کیا اور آپ کو یہی حکم تھا کہ ہر آنے جانے والے کے لئے اس جگہ کو پاک اور صاف رکھو۔ اس سے دل کی پاکیزگی بھی مراد تھی اور روح کی پاکیزگی اور جسم کی پاکیزگی بھی مراد تھی۔ پس اسی تعلق میں میں نے آج ان آیات کی تلاوت کی ہے کیونکہ خانہ کعبہ کا معراج یعنی جن مقاصد کے لئے بنایا گیا ان کا معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات میں ظاہر ہوا اور یہ تعلیم جو ان آیات میں مذکور ہے آج بھی اسی تعلیم سے تعلق رکھنے والی ہے۔

پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھ کھڑا ہو اور انتباہ کر اور اپنے رب پر ہی توجہ مرکوز کر۔ وَرَبَّكَ۔ رَبَّكَ چونکہ منصوب ہے اس لئے اس میں رَبّ کے لفظ کو اہمیت دینے کے لئے اسے منصوب رکھا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے رب کی طرف ہی توجہ مرکوز کر اور بڑائی بیان کر، اس کی یعنی اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔ اور اپنے کپڑوں یعنی قریبی ساتھیوں کیونکہ لباس سے مراد قریبی ساتھی بھی ہوا کرتے ہیں اسی لئے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس فرمایا گیا ہے۔ تو فرمایا اپنے کپڑوں یعنی قریبی ساتھیوں پر نگاہ رکھ۔ یہ جو ہے وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اور انہیں پاک کر۔ یہاں نگاہ رکھ کا مضمون اسی طرح ثِيَابَكَ کے منصوب ہونے سے تعلق رکھتا ہے گویا کہا جا رہا ہے ثِيَابَكَ خیال کر اپنے ساتھیوں کا، اپنے کپڑوں کا جو تیرے ساتھ لگے رہتے ہیں وہ سب ثیاب ہیں تیرے۔ پس ان پر بھی نظر رکھ، ان پر نظرِ تلطف بھی رکھ اور ان کی تربیت کی خاطر بھی ان پر نظر رکھ۔ یہ دونوں مضامین اس لفظ ثِيَابَكَ میں داخل ہو جاتے ہیں اور ان کو بہت پاک کر، اپنی صحبت سے، اپنے قرب کے نتیجے میں، اپنی نصیحتوں سے بار بار ان کی پاکیزگی کے ذرائع اختیار کر۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ اور جہاں تک ناپاکی کا تعلق ہے اس سے کلیۃً الگ ہو جا۔ فَاهْجُرْ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پہلے نعوذ باللہ مِن ذٰلك ناپاکی تھی اس کو چھوڑ دے۔ فَاهْجُرْ کا مطلب ہے جیسے ہجرت کر جاتا ہے انسان، کلیۃً الگ ہو جا۔ اس کا مطلب ہے کہ صحابہ میں رُجز نہیں تھا۔ یہ کیسا اعلیٰ مضمون ہے جو اس کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے کہ صحابہ میں اگر رجز ہوتا تو ان سے کلیۃً علیحدگی کا حکم اور انہیں ساتھ رکھ اور پاک رکھ کا حکم اکٹھے چل ہی نہیں سکتے تھے۔ بہت ہی گہرا اور پیارا کلام ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کی بھی مدح کر دی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مدح کے ساتھ۔ کہ تیرے قریب رہنے والے پاک ہی ہیں مگر اور بھی خیال کر، اور بھی پاک و صاف کر، تلطف کی نگاہیں ان پر ڈال، وہ تیرے قریب تر چلے جائیں اور جتنا قریب ہونگے اتنا پاک سے پاک تر ہوتے چلے جائیں گے۔

یہ وہ مضمون ہے جس کے تعلق میں میں نے آج کا خطبہ دینا ہے اور اس سلسلے میں کچھ احادیث ہیں جو آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ضمناً ایک بات میں یہ بھی بتا رہا ہوں کہ **مُحَرَّم کے دن شروع ہو چکے ہیں اور اس عرصے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر کثرت سے دُرود پڑھنا چاہئے۔ مسلسل درود پڑھنا تو انسان کی فطرت ثانیہ ہو جانا چاہئے مگر مُحَرَّم کے دردناک ایام کے تصور سے دُرود میں زیادہ درد پیدا ہو جاتا ہے۔ پس اس بات کو نہ بھولیں، سفر میں حضر میں جب توفیق ملے، جب ذہن اس طرف فارغ ہو جائے یعنی دُرود پڑھنے کے لئے مرکوز ہو سکے اس وقت دل کی گہرائی سے اور مُحَرَّم کے تصوّر سے دل کے درد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر درود بھیجا کریں۔**

اب میں حدیثوں میں سے پہلی حدیث بیان کرتا ہوں جو مسلم کتاب الطہارۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت، پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا ایمان کا حصہ ہے۔ (مسلم كتاب الطهارة باب فضل الوضوء)۔

اگر مومن ہو تو ظاہری بدن کی بھی پاکیزگی رکھو اور دل کی بھی پاکیزگی اختیار کرو۔ بدن کی پاکیزگی کے بغیر دل کی سچی پاکیزگی نصیب نہیں ہو سکتی۔ **جتنے بھی خدا کے پیارے ہیں جو اعلیٰ مقامات تک بلند کئے گئے وہ سارے کے سارے اپنے بدن کو ضرور پاک رکھتے تھے اور بدن کی پاکیزگی کے ساتھ دل کی پاکیزگی کی طرف توجہ رہتی تھی۔** درحقیقت دل پاک ہوتا تھا تو بدن پاک کیا جاتا تھا، دل پاک ہوتا تھا تو اللہ کی آماجگاہ بنتا تھا اور جس بدن نے وہ دل سمیٹا ہوا تھا اس بدن کو پاک صاف کرنے کا خیال از خود اس کے نتیجے میں پیدا ہوتا تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان تین جملوں میں ایمان کا مضمون بیان فرما دیا۔ طہارت، پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا ایمان کا حصہ ہے۔

ایک حدیث ترمذی کتاب الادب سے لی گئی ہے۔ صالح ابن ابی حسان کہتے ہیں کہ میں نے سعید ابن المسیب سے سنا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے، پاک کو پسند کرتا ہے۔ صاف ہے صفائی کو پسند کرتا ہے۔ کریم ہے کرم کو پسند کرتا ہے۔ یعنی بہت معزز ہے اور کریم لفظ میں سخاوت بھی ہے اور عزت بھی دونوں اکٹھے پائے جاتے ہیں اس لئے کرم کو پسند کرتا ہے۔ سخی ہے اور سخاوت کو پسند کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ غالباً آپ نے کہا تھا یعنی اسکے علاوہ مجھے یہ بھی یاد پڑتا ہے اپنے صحنوں کو صاف رکھو اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ (ترمذی كتاب الادب باب ما جاء في النظافة)

اب اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک دو باتیں وضاحت طلب ہیں۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے، پاکی کو پسند کرتا ہے یہ تو بالکل واضح اور کھلی بات ہے لیکن صاف ہے اور صفائی کو پسند کرتا ہے۔ صاف کا کیا مفہوم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو گندگی لگ ہی نہیں سکتی۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ چونکہ موجود ہے جہاں بظاہر ناپاک چیزیں بھی ہوتی ہیں لیکن اللہ کو نہیں چھو سکتیں اس کی ناپاکی کو ذرہ بھی میلا نہیں کر سکتیں۔ پس تم بھی ایسی دنیا میں سفر کرو گے ایسی دنیا میں زندگی گزارو گے کہ اردگرد ناپاکی رہے گی تم بھی خدا کی طرح اس پاکی کو، اپنے آپ کو میلا نہ کرنا۔ اور اگر یہ خیال کرو گے تو پھر خدا تعالیٰ کی صفات کی نقل اتار رہے ہو گے اس کی متابعت کر رہے ہو گے۔

اللہ تعالیٰ صاف ہے صفائی کو پسند کرتا ہے اور کرم کو پسند کرتا ہے۔ دوسروں پر احسان کرو لیکن کرم کا لفظ ایسے احسان کے لئے بولا جا سکتا ہے جس میں احسان کے ساتھ اس کی عزت نفس کی حفاظت بھی پائی جائے کہ کریم وہ ہے جس کے اندر صفات حسنہ پائی جاتی ہیں اور وہ احسان ایسا نہیں کرتا کہ کسی کے اوپر اس احسان کو رگڑے اور گویا کہ ظاہر کرے کہ میں تیرا محسن ہوں۔ اللہ نے دیکھو کتنے احسان کئے ہیں بنی نوع انسان پر لیکن ان سے بے نیاز ہے کہ وہ اس کے مقابل پر کیا سلوک کرتے ہیں۔ تو کریم وہ ہے جو مستغنی بھی

ہے۔ احسان کرتا ہے مگر احسان کا پیچھا نہیں کرتا تاکہ جس پر احسان کیا جارہا ہے اس کو محسوس نہ ہو اور ایسا احسان کرتا ہے کہ جس پر احسان کرے حقیقت میں وہ معزز بھی ہوتا چلا جاتا ہے۔ سخی ہے سخاوت کو پسند کرتا ہے تو یہ بھی کھلی کھلی واضح بات ہے۔

اس کے بعد راوی کہتا ہے کہ غالباً آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اپنے صحنوں کو صاف رکھو اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ میرے نزدیک یہ دو جملے الگ الگ ہیں۔ یہ مراد نہیں ہے کہ یہودی صحنوں کو ناپاک رکھتے تھے۔ کہیں کوئی ایسی روایت نہیں ملتی، تاریخ سے ثابت نہیں کہ یہود اپنے صحنوں کو گندہ رکھتے ہوں۔ مراد یہ ہے کہ تم اپنے صحنوں کو پاک رکھو کیونکہ ہر جگہ کو مسجد بنادیا گیا ہے اور مومن کے گھر کے صحن بھی صاف ستھرے اور پاک رہنے چاہئیں اگر وہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھی جائے تو کسی گند کا کوئی وہم بھی نہ پیدا ہو۔ صاف ستھرا پاکیزہ ماحول ہو اور صحن ہمیشہ صاف رہا کریں۔

علاوہ ازیں یہ فرمایا ہے اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ یہود کی مشابہت اختیار نہ کرنے کی حکمت یہ ہے کہ یہود نے جو جو خصلتیں اختیار کرلی تھیں جن کے نتیجے میں مغضوب بنائے گئے۔ مراد یہ ہے کہ ان سب خصلتوں سے دور بھاگو۔ کوئی بھی ایسی بات نہ کرو جس سے یہود کی عادتوں کا ایسا تعلق ہو کہ گویا اگر تم ان کی متابعت کروگے تو یہود کی طرح تم بھی مغضوب بنادئے جاؤ گے۔ کہ خدا کے غضب سے دور بھاگو یا یہود کی مشابہت نہ کرو دراصل یہ ایک ہی چیز کے دو اظہار ہیں۔

ایک اور حدیث حضرت ابوامامہ کی روایت ہے اور سنن ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک کیا کرو کیونکہ مسواک منہ کو صاف کرتی ہے۔ جس صفائی کا میں نے شروع میں ذکر کیا ہے یہ اس کی مزید تشریح ہے کہ کہاں تک صفائی پسند کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کہاں تک صاف رہتے تھے اور کہاں تک صفائی پسند فرماتے تھے اور کہاں تک امت کو صاف اور پاک رکھنا چاہتے تھے۔ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اپنے اردگرد جو اپنے قریبی ہیں ان کو بھی پاک کر اور یہ پاکی جو ہے اس کا بہترین نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی ذات میں دکھادیا۔ پس جو بھی آپ کے قریب ہوا کرتے تھے وہ یہی نمونہ سیکھا کرتے تھے۔

فرمایا **مسواک کیا کرو کیونکہ مسواک منہ کو صاف کرتی ہے ،ربّ کی رضا کا موجب ہے** کہ اللہ تعالیٰ کو ظاہری و باطنی دونوں صفائیاں پسند ہیں۔ جس دل میں خدا بیٹھے اس کا ماحول بھی تو صاف ہونا چاہئے اس لئے فرمایا رب کی رضا کا موجب ہے۔ جبرائیل جب بھی میرے پاس آئے انہوں نے مجھے مسواک کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس سے منہ کی صفائی کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ہمیشہ جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مسواک کرنے کی یاد دلایا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ مجھ پر اور میری امت پر فرض قرار دے دی جائے گی، خطرہ ہوا کہ فرض قرار دے دی جائے گی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خود بھی اگر امت کو کوئی حکم دیتے اور اس کا پابند کرتے تو اس میں مسواک کی پابندی بھی شامل ہوتی مگر ایسا فرض نہیں بنانا چاہتے تھے کہ کمزوروں کے اوپر وہ گناہ ڈال دے یعنی اس فرض سے جب وہ غافل ہوں تو وہ گنہگار بن جائیں۔

پس یہ حکمت تھی آپ کے رحم کی جس کی وجہ سے مسواک کو خود باقاعدگی سے کرنے کے باوجود اسے فرض نہیں کیا حالانکہ دل چاہتا تھا کہ فرض کردیں۔ تو دل کا چاہنا اور بات ہے اور بعض حکمتوں کے پیش نظر چاہنے کے باوجود فرض نہ کرنا ایک اور بات ہے۔ پس اس حدیث میں یہی بیان ہے جب بھی جبرائیل میرے پاس آئے انہوں نے مجھے مسواک کرنے کی تاکید کی یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ مجھ پر اور میری امت پر فرض قرار دے دی جائے گی۔ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں اسے ان پر فرض قرار دے دیتا۔ اب فرض تو اللہ قرار دیا کرتا تھا رسول اللہ ﷺ نہیں قرار دیا کرتے تھے مگر مراد یہ ہے کہ اللہ پر نظر رکھتے ہوئے جبرائیل کی بار بار تاکید کے نتیجے میں میں بھی یہی کام کرتا مگر وہی مشقت کا ڈر ہے کہ کہیں میری امت پر بہت زیادہ مشقت نہ پڑجائے اس لئے میں نے اس کو فرض قرار نہ دیا۔

مگر فرماتے ہیں میرا تو یہ حال ہے کہ میں اس قدر مسواک کرتا ہوں کہ مسوڑھوں کے رگڑے جانے کا ڈر ہو جاتا ہے۔ (سنن ابن ماجه كتاب الطهارة و سننها ـ باب السواك) اور واقعۃً مسواک سے مسوڑھے وغیرہ کافی ضرب کھاتے رہتے ہیں اور رگڑے بھی جاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ خاص سمت میں مسواک کی جائے اور آنحضرت ﷺ اسی خوف کے پیش نظر کہ غلط سمت میں مسوڑھے نہ رگڑے جائیں ہمیشہ نیچے سے اوپر کی طرف اور اوپر سے نیچے کی طرف مسواک کرتے تھے۔ اس کے نتیجے میں دانت بھی مضبوط ہوتے تھے اور دانتوں کے گرد جو گوشت ہے وہ رفتہ رفتہ اوپر چڑھتا تھا اور وہاں سے دانت کھائے نہیں جاتے تھے تو دانتوں کو مضبوط کرنے کے لئے یہ بہت ہی عمدہ نسخہ ہے۔

ایک حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے صحيح بخاری كتاب الجمعة باب السواك يوم الجمعة سے لی گئی ہے۔ یعنی مسواک کا تو ہر وضو کے ساتھ تعلق ہے اگر ہو سکتا ہو، آج کل وہ مسواک تو ملنی مشکل ہے لیکن ایسے دانتوں کے برش لینے چاہئیں جو نرم ہوں۔ مسواک بھی نرم ہوتی ہے اور نرم ہونے کی وجہ سے وہ نقصان نہیں پہنچاتی۔ تو ہمیشہ نرم برش لینے چاہئیں اور ماہر ڈاکٹروں کے تیار کردہ برش لینے چاہئیں اور ان کو اس طرح حرکت دینی چاہئے کہ نیچے سے اوپر کی طرف اور اوپر سے نیچے کی طرف۔ اگر شروع ہی سے یہ عادت ہو کسی کو تو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس کے دانت بڑھاپے تک بھی صحیح رہیں گے۔ لیکن اگر بچپن میں بے احتیاطیاں کی گئی ہوں، غلط طرف سے مسواک کی جاتی رہی ہو اور میں بھی برش تو ہمیشہ کرتا رہا لیکن سخت لیتا رہا اور دائیں سے بائیں بھی برش کو چلاتا رہا اور اس کی وجہ سے جو بھی نقصان دانتوں کو پہنچا ہے اسی وجہ سے پہنچا ہے لیکن اس کے باوجود اللہ کے فضل سے مضبوط ہیں اور اس عمر میں جو دانتوں کا حال ہونا چاہئے وہ نہیں ہوا۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ ڈر نہ ہو تاکہ میں امت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں ضرور انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ اس لئے یہ خیال کریں کہ ہر نماز کے ساتھ مسواک اگر کرسکتے ہوں یا برش کرسکتے ہوں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تو یہ بہت بہتر ہے۔ منہ کو پاک و صاف رکھتا ہے اور ازدواجی تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے دونوں کے لئے ضروری ہے میاں کے لئے بھی اور بیوی کے لئے بھی۔ **جن کے منہ سے بدبو کے بھبھاکے آتے ہیں ان کی ازدواجی زندگی بھی تباہ ہو جایا کرتی ہے**۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اسوہ اختیار کریں اور اپنے منہ کو بہت ہی پاک وصاف رکھیں اندر سے خوشبو اٹھے۔ منہ سے بدبو آنے کا کوئی دور کا بھی سوال نہ رہے۔

اس تعلق سے معدے کا خیال از خود ضروری ہو جاتا ہے۔ جو لوگ کھانا احتیاط سے کھائیں، رسول اللہ ﷺ کی نصیحت کے مطابق کھائیں ان کے معدے سے بدبو نہیں اٹھتی نہ معدے سے بدبو انتڑیوں کے ذریعے خون میں جذب ہوتی ہے۔ اگر معدے کی بدبو انتڑیوں کے ذریعے خون میں داخل ہو جائے تو یہ پھیپھڑوں میں بھی داخل ہوتی ہے اور جتنا مرضی منجن کریں بدبو ضرور آئے گی۔ پس یہ بھی ایک احتیاط ہے جس کی میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ **اپنے معدے کا ضرور خیال کریں ورنہ دانت کی مسواک بالکل بیکار جائے گی**۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جتنا کھاتے تھے، جس احتیاط سے کھاتے تھے، جس طرح چبا چبا کر کھاتے تھے اس کے نتیجے میں آپ کے منہ سے ہمیشہ خوشبو اٹھتی تھی بدبو کبھی نہیں اٹھتی تھی جو اس بات کی گواہی ہے کہ آپ اپنے معدے کا بھی پورا خیال رکھتے تھے۔

حضرت حذیفہؓ کی ایک روایت بخاری سے لی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب رات کو قیام فرماتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔ (صحيح بخاری كتاب الوضوء باب السواك)۔ کسی جگہ قیام مراد نہیں ہے، خدا کے حضور جب تہجد کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے تو محض پانچ نمازوں میں ہی نہیں تہجد کی نماز میں بھی خیال رکھتے تھے کہ تہجد سے پہلے مسواک ضرور کیا کریں۔

ایک اور حدیث صحیح بخاری کتاب المغازی سے لی گئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی آخری بیماری کے دوران عبدالرحمٰن بن ابو بکر، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یعنی حضرت عائشہ کے بھائی۔ اب اس سے اندازہ کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو منہ کی بو کا یا خوشبو کا آخر وقت تک خیال رہتا تھا یعنی رخصت ہونے کے وقت جو آخری سنت آپ نے پیچھے چھوڑی ہے اس میں یہ منہ کی مسواک بھی داخل ہے۔ بہت ہی دردناک اور بہت ہی پرمعارف کلام ہے جس سے خوشبو کے لپکے نکلتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی کریمؐ کی خدمت میں عبدالرحمٰن بن ابو بکر حاضر ہوئے اس وقت میں آپ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھی۔ یہ رخصت کا نظارہ بھی خوب ہے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کو سہارا دئے ہوئے سینے سے لگائے ہوئے تھی۔ میں نے جو دیکھا تو حضرت رسول اللہ ﷺ کی نظر عبدالرحمٰن پر پڑی وہ تازہ مسواک لئے ہوئے تھے، ان کے ہاتھ میں تھی تازہ مسواک۔ میں سمجھ گئی رسول اللہ ﷺ کیا چاہتے ہیں۔ میں نے وہ مسواک اپنے منہ سے نرم کی پھر دھو کر صاف کر کے آنحضور ﷺ کو دی تو آپ نے اس کے ساتھ منہ کو اس طرح صاف کیا کہ اس سے قبل اس عمدگی سے منہ صاف کرتے ہوئے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا۔

کس وقت کی بات ہے!؟ جب روح جسم خاکی کو چھوڑنے والی تھی اس وقت کی بات ہے۔ کہتی ہیں اتنا منہ صاف کیا کہ میں نے زندگی بھر کبھی رسول اللہ ﷺ کو اس قدر احتیاط سے اپنے منہ کو صاف کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو اپنا ہاتھ یا انگلی اوپر اٹھائی اور فرمایا فِي الرَّفِيْقِ الأَعْلىٰ، فِي الرَّفِيْقِ الأَعْلىٰ۔ عین آخری لمحے کی بات ہے۔ یہ انگلی اوپر اٹھائی اور کہا اعلیٰ رفیق جو سب سے بلند ساتھی ہے میری زندگی کا، ہمیشہ ہمیش کے لئے میرا دوست ہے جو سب سے بلند ہے اسی کی طرف جانا چاہتا ہوں۔ تین مرتبہ فرمایا اور جان دے دی۔ یہ آخری لمحے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے۔ وہ جو محمد رسول اللہ سے محبت کرتے ہیں وہ کیسے بھلا سکتے ہیں اس بات کو۔ اس کے بعد بھی اگر وہ اپنے منہ کی پاکیزگی کا خیال نہ رکھیں تو ان کی محبت کے دعوے جھوٹے ہیں۔ فرمایا میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان یہ واقعہ گزرا۔

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize 100,000 rp, Second Prize 50,000 rp,Third Prize 25,000 rp

For further details write to:

The Manager 75, Merton Road .London SW18 5EF. U.K.

آپ کا سر میرے سینے سے لگا ہوا تھا۔(صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ و وفاته)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے اور اس کا جمعہ سے تعلق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ عید ہے۔ دو عیدیں تو سال میں آتی ہیں ایک عید سال کے بعد آیا کرتی ہے۔ ایک سال گزرنے کے بعد عید کا چکر چلتا ہے۔ یہ جمعہ تو ہر ہفتہ ہونے والی عید ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے یہی فرمایا، یہ عید ہے جسے اللہ نے مسلمانوں کے لئے بنایا ہے۔ ایسی عید جو ہر ہفتہ آئے یہ اور دنیا میں کسی امت کو نصیب نہیں ہوئی صرف مسلمانوں کو عطا کی گئی ہے۔ پس جو کوئی جمعہ پر آئے اسے چاہئے کہ وہ غسل کرے اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک کرنا اپنے لئے لازمی کر لو۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے لازمی کر لو سے مراد یہ نہیں فرمایا کہ جمعہ کے دن لازمی کر لو وہ تو لازمی رہنی ہی چاہئے اس لئے جمعہ کے دن کم سے کم ایک دفعہ تو نہاؤ اور خوشبو لگاؤ اور مسواک کے متعلق تو میں توقع رکھتا ہوں کہ میری امت اسے ہمیشہ لازم کر لے گی۔(سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة والسنة فیهاباب ما جاء فی الزینة یوم الجمعة)

مسند احمد بن حنبل میں یہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں۔ میں جب رسول اللہ ﷺ کے متعلق بات کرتا ہوں کسی صحابی کی تو میرے منہ سے 'عرض کرنا' نکل جاتا ہے مگر یہاں فرمانا بھی درست ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو نہیں فرمایا ہمیں فرمایا ہے۔ پس عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ آپ سے ایسی بو آئے جس سے کسی کو تکلیف ہو۔(مسند احمد بن حنبل باقی مسند الانصار)۔ اس لئے آپ کے جو گوشے نرم تھے امت کے لئے اور بنی نوع انسان کے لئے اس میں یہ بھی ایک گوشہ تھا کہ کوئی شخص کسی وجہ سے آپ سے دور نہ ہٹ سکے اور اپنے کپڑوں کو سمیٹنا اسی مضمون کا ایک طبعی حصہ ہے۔ جب بھی کسی کو ذرا سی بھی تکلیف پہنچے گی وہ پیچھے ہٹے گا مگر آپ کو تو حکم تھا کہ اپنے بدن سے چمٹائے رکھو ان سب کو۔ پس آپ ادنیٰ سی بھی تکلیف کا موجب نہیں بننا چاہتے تھے اور بو کے متعلق احتیاط اسی کے نتیجے میں تھی۔

ایک روایت صحیح بخاری سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں میں نے موٹا اور باریک ریشم آنحضرت ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں دیکھا۔ آنحضور ﷺ کی ہتھیلی اور پاؤں کے تلوے بھی نرم تھے۔ اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال تھا اس لئے جن لوگوں نے روایتوں میں یہ پڑھا ہوا تھا تو بعض دفعہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر پہچاننا چاہتے تھے کہ یہ واقعۃً محمد رسول اللہ ﷺ کا سچا غلام ہے کہ نہیں اور ہتھیلیوں کو ہاتھ لگا لگا کے، مل مل کے اور تلووں کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھا کرتے تھے۔ تو ایک دفعہ ایک صاحب نے کچھ زیادہ ہی اس میں شدت کی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہنس کے فرمایا کہ میرا امتحان نہ لو، مجھے پتہ ہے تم کیا کر رہے ہو لیکن وہ بعد میں بیان کرتے ہیں کہ بہت ہی ہم نے نرم اور گداز پایا ان دونوں چیزوں کو، ہتھیلیوں کو بھی اور پاؤں کے تلووں کو بھی۔

اور نہ ہی کوئی خوشبو آنحضور ﷺ کی خوشبو سے زیادہ بہتر سونگھی ہے (صحیح بخاری کتاب المناقب باب صفة النبی ﷺ)۔ بو کا تو سوال ہی نہیں۔ خوشبو کہتے ہیں ایسی اٹھتی تھی آپ کے بدن سے کہ اس سے بہتر میں نے زندگی بھر کوئی اور خوشبو نہیں سونگھی۔

صحیح مسلم کتاب الفضائل میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہے۔ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر ادا کی اور آپ اپنے گھر کی طرف نکلے تو میں بھی آپ کے ساتھ نکلا۔ کچھ بچے آپ کو ملنے لگے تو آپ باری باری ان کے رخسار پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ یہ سنت ہے رسول اللہ ﷺ کی اس لئے بعض لوگ شاید تعجب کرتے ہیں کیونکہ میں سارے بچوں کے کلّوں پر تھپکتا ہوں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت ہے بچوں کے کلّوں کو تھپکایا کرتے تھے۔ وہ عرض کرتے ہیں میرے رخسار پر بھی آپ نے ہاتھ پھیرا۔ راوی کہتے ہیں میں نے آپ کا ہاتھ ٹھنڈا اور ایسا خوشبودار پایا جیسے آپ نے ابھی ابھی عطار کے عطردان سے نکالا ہو۔ ایسی خوشبو اٹھ رہی تھی ہاتھ سے اور وہ ٹھنڈا تھا یعنی بہت گرم جو تکلیف دہ گرم ہوتا ہے وہ بھی نہیں تھا لیکن ٹھنڈے سے مراد یہ ہے کہ اس میں نرمی تھی اچھا لگتا تھا۔(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب رائحة النبی ولین مسه و التبرك بمسحه)۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات پڑھ کے اس خطبے کو ختم کرتا ہوں اور چونکہ آج خطبے کے تھوڑی دیر بعد ہی عصر کی نماز سے پہلے پہلے مجھے ایک سفر پر جانا ہے اسلئے آج بھی نمازیں جمع کی جائیں گی۔ یہ استثنائی صورت ہے جب سفر پر جانا ہو، امام نے سفر پر جانا ہو تو مقتدیوں کے لئے بھی نماز جمع کرنا جائز ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ "اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔ اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے"۔ اور جو لوگ بھی توبہ کرنا چاہتے ہیں وہ اس ظاہری پاکیزگی کو نظر انداز نہ کریں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے ہیں یہ شرط ہے اور اس ظاہری پاکیزگی کے ساتھ دل کی طہارت بھی، دونوں اکٹھے ہونے چاہئیں۔ "ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے"۔

(الحکم جلد ۸ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۷/ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۱)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"قرآن کریم میں جو آیا ہے وَالرُّجْزَ فَاهْجُر"۔ اسی آیت کا حصہ ہے جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ "کہ ہر ایک قسم کی پلیدی سے پرہیز کرو۔ ہجر دور چلے جانے کو کہتے ہیں"۔ یہ مراد نہیں کہ پلیدی ہے تو اس کو اتار پھینکو۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی نے نکتہ ہمیں سمجھایا ہے کہ دور چلے جاؤ پلیدی سے۔ پلیدی تمہیں دور سے بھی نہ چھو سکے یعنی اس کا کوئی بھی بد اثر تم پر کسی طرح بھی نہ پڑ سکے۔ "ہجر دور چلے جانے کو کہتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوا کہ **روحانی پاکیزگی چاہنے والوں کے لئے ظاہری پاکیزگی اور صفائی بھی ضروری ہے**۔ کیوں؟ ایک قوت کا اثر دوسری پر اور ایک پہلو کا اثر دوسرے پر ہوتا ہے۔ انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں **جو شخص باطنی طہارت پر قائم ہونا چاہتا ہے وہ ظاہری پاکیزگی کا بھی لحاظ رکھے**۔ پھر ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ یعنی جو لوگ باطنی اور ظاہری پاکیزگی کے طالب ہیں میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ ظاہری پاکیزگی باطنی پاکیزگی کی ممد اور معاون ہے"۔

پھر فرمایا "اس لئے ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ کم از کم جمعہ کے دن ضرور غسل کرے"۔ پس جس کے لئے غربت کی وجہ سے نہانے کی سہولتیں حاصل نہ ہوں اور بہت بڑی دنیا میں ایسی تعداد ہے جہاں پانی کی بھی کمی ہے اور غربت بھی ہر روز نہانے کی راہ میں حائل ہوتی ہے ان کے لئے کم سے کم جمعہ کو نہانا فرض ہے۔ "ہر نماز میں وضو کرے۔ جماعت کھڑی ہو تو خوشبو لگائے۔ عیدین اور جمعہ میں جو خوشبو لگانے کا حکم ہے وہ اسی بنا پر قائم ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے اجتماع کے وقت عفونت کا اندیشہ ہوتا ہے"۔ بعض دفعہ اکٹھے ہو جائیں تو بعضوں کو کوئی بیماری بھی ہوتی ہے ان کے بدن سے بدبو اٹھتی ہے۔ فرمایا "عفونت کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے غسل کرنے اور صاف کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے سے سمیّت" یعنی زہر "اور عفونت سے روک ہو گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی میں یہ قانون مقرر کیا ہے ویسا ہی قانون مرنے کے بعد بھی رکھا ہے"۔ (ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ ۱۶۴)

اب کسی شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تقریر سن کر یہ سوال اٹھایا اور ہمارے لئے بہت فائدے کا موجب ہے کیونکہ اس کے ذریعہ سے ایک مسئلہ حل ہو گیا۔ کسی شخص نے کہا صحابہ رضوان اللہ علیہم کے کپڑے میلے کچیلے ہوتے تھے، پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے۔ پیوند لگے ہوئے کپڑے چونکہ عام طور پر فقیروں کے ہوتے ہیں اور میلے کچیلے بھی ہوتے ہیں اس لئے کسی صحابی نے اپنی کم فہمی کی وجہ سے ان دو باتوں کو جوڑ دیا۔ صحابہ کے متعلق کہیں ذکر نہیں آیا کہ میلے کچیلے کپڑے ہوتے تھے۔ یہ ذکر موجود ہے کہ پیوند لگے ہوتے تھے تو اس زمانے کے فقیروں کو دیکھ کر اس نے از خود نتیجہ نکال لیا۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا "یہ جھوٹ ہے، میلے کچیلے ہونا اور بات ہے اور پیوند ہونا اور بات ہے"۔ غربت میں بھی پاکیزہ تھے۔ پیوند لگے ہوئے کپڑوں کو بھی صاف رکھا کرتے تھے۔ "قرآن شریف میں آیا ہے وَالرُّجْزَ فَاهْجُر پس پاک صاف رکھنا ضروری ہے"۔(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ ۵۰۲)۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سوال کے جواب میں فرمایا۔

پس آخری نصیحت کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ "وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُر اپنے کپڑے صاف رکھ"۔ یہ احمدیوں کا شیوہ ہو جانا چاہئے۔ "بدن کو اور گھر کو اور کوچہ کو" یعنی اپنی گلیوں کو بھی صاف رکھو۔ "اور ہر ایک جگہ کو جہاں تمہاری نشست ہو" اسے بھی صاف رکھو۔ "پلیدی اور میل کچیل اور کثافت سے بچاؤ یعنی غسل کرتے رہو اور گھروں کو صاف رکھنے کی عادت پکڑو"۔(اسلامی اصول کی فلاسفی)۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرمایا ہے۔

پس اس نصیحت کے بعد میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں اور آخر پر ایک دفعہ پھر آپ کو یاد کراتا ہوں کہ **پاک اور صاف ہونے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود پڑھنا بہت ضروری ہے**۔ اور جب درود پڑھیں گے تو اپنے منہ کا بھی خیال رکھیں گے، اپنے بدن کا بھی خیال رکھیں گے کیونکہ بعض لوگوں کے منہ سے ایسی بدبو آتی ہے کہ ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا جب یہ بدبو آتی ہے تو پھر تم درود نہیں پڑھ سکتے خدا کے فرشتے بھی دور

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

بھاگتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ منہ سے خوشبو کی لپٹیں اٹھیں۔ منہ صاف اور پاک رہے پھر درود کا مزہ آئے گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود پڑھے تو **مُحَرَّم کے خیال سے خصوصیت کے ساتھ محمد رسول اللہﷺ اور آپؐ کی آل پر درود پڑھیں جو محمد رسول اللہ ﷺکی طرف منسوب ہونے کے نتیجے میں ظلموں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں اوربڑے دکھ اٹھائے ہیں انہوں نے مگر اپنے مسلک سے پیچھے نہیں ہٹے۔**

پس آپ بھی مُحَرَّم سے یہ سبق سیکھیں۔ آپ کی راہ میں بھی کانٹے بچھائے جائیں گے ، آپ کی راہ بھی دکھوں کی راہ ہے ، تکلیفوں کی راہ ہے۔ اپنے مظلوم بھائیوں کوبھی اپنی دعاؤں میں یادرکھیں جو اس وقت طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں اوراس بات سے خدا کاشکر کریں کہ آپ کی مماثلت ظلم کرنے والوں سے نہیں بلکہ مظلوموں سے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ یہ ظلم کا دور بھی جلدی کاٹ دے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں سے ہمیں نجات بخشے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر درود بھیجنے کے نتیجے میں یہ بات زیادہ قرین قیاس ہو جائے گی۔

اس کے بعد میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں اور چونکہ آج سفر پہ بھی جانا ہے اس لئے یہ چند منٹ پہلے ختم ہونا خطبہ کا ناگوار نہ گزرے۔ میں نے پہلے بھی عرض کر دیا تھا کہ میں خطبہ کو کبھی اب تکلف سے کھینچ کر لمبا کرنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ جتنا سہولت سے ہوگا اتنا ہی بیان کیا کروں گا۔

❁❁❁❁..........❁❁❁❁

بقیہ: خلاصہ خطبہ از صفحہ اول

صاحبزادہ محمد سعید جان صاحب اور صاحبزادہ محمد عمر جان صاحب کا ذکر فرمایا جنہیں ۱۹۱۸ء میں افغانستان میں شہادت نصیب ہوئی۔ آپ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کے فرزندان تھے اور سردار نصراللہ خان کے حکم پر آپ کو شیرپور کے جیل خانہ میں بیڑیاں ڈال کر قید کیا گیا تھا جہاں آٹھ نو ماہ تک جیل کی سخت تکالیف میں مبتلا رہے اور پھر جیل ہی میں وفات پا کر شہادت پائی۔ ۱۹۱۸ء میں ہی افغانستان کے علاقہ جاجی کے حاکم سردار محمد خان کے حکم سے حضرت سید سلطان صاحب اور ان کے بھائی سید حکیم صاحب احمدی کو زنداں میں ڈالا گیا۔ جہاں خشک نان اور نمک کے سوا انہیں کوئی کھانا نہ دیا جاتا تھا۔ مسلسل کئی ماہ یہ کھانا کھانے کے نتیجہ میں ان کی انتڑیاں گل گئیں اور قید کی حالت میں ہی راہِ مولا میں شہید ہوئے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس کے بعد انبالہ کے حاجی میراں بخش صاحبؓ اور ان کی اہلیہ کی شہادت کا ذکر فرمایا جنہیں ۱۳ اور ۱۴ اگست ۱۹۴۰ء کی رات ظالموں نے قاتلانہ حملہ کر کے شہید کر دیا۔ آپ کی اہلیہ شور مچا کر مدد حاصل کرنے کے لئے چھت پر چڑھنے لگیں تو سنگدل قاتل نے انہیں سیڑھیوں سے نیچے گرا کر انہیں بھی شہید کر دیا۔ ان کی چھوٹی بیٹی بعمر دس ماہ ان کی گود میں تھی۔ جب لاش اٹھائی گئی تو بچی والدہ کا دودھ چوسنے کی کوشش کر رہی تھی۔

حضور ایدہ اللہ نے اس کے بعد صوبے دار خوشحال خان صاحب کی شہادت کا ذکر فرمایا جو ۲۹ مئی ۱۹۴۲ء کو ہوئی۔ آپ کا تعلق صوابی ضلع مردان سے تھا۔ آپ نماز جمعہ کے بعد اپنے گاؤں واپس جا رہے تھے کہ راستہ میں آپ کو شہید کر دیا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ ان شہداء کے عزیزان جو یہ خطبے سنیں وہ اپنے حالات تفصیل سے بھجوائیں کہ وہ کہاں کہاں ہیں اور خدا تعالیٰ نے ان پر کیا کیا فضل فرمائے ہیں۔

اس کے بعد حضور انور نے انڈونیشیا کے شہداء کا ذکر فرمایا جو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جلی قلم کے ساتھ لکھنے والی شہادتیں ہیں۔ مغربی جاوا میں ۱۹۴۵ء میں مختلف مقامات پر دس احمدیوں کو شہید کیا گیا جن میں خواتین بھی شامل تھیں۔ اسی طرح دو (۲) احمدیوں کو نام نہاد ملاؤں کے فتنہ کی وجہ سے جیل میں ڈالا گیا جن میں سے ایک ۴ مئی ۱۹۴۵ء کو جیل کے اندر ہی فوت ہو گئے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یورپ میں سب سے پہلے شہید مکرم شریف دوتسا صاحب آف البانیہ تھے جن کی شہادت وسط ۱۹۴۶ء میں ہوئی۔ آپ ایک سرکردہ رئیس تھے۔ آپ کمیونسٹ طریق حکومت کے مخالف تھے اور جو مسلمان اس ملک میں اسلامی اصول کو قائم رکھنا چاہتے تھے ان کے لیڈر تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے محمد اکرم خان چارسدہ، پشاور، شہادت جنوری ۱۹۵۰ء۔ مکرم چوہدری محمد حسین صاحب، شہادت ۲۲ فروری ۱۹۵۲ء خیرپور سندھ کا بھی ذکر فرمایا اور پھر چیانڈام انڈونیشیا میں مارچ ۱۹۵۳ء میں چھ (۶) احمدیوں کی شہادت کے واقعہ کا ذکر فرمایا جن میں خواتین بھی شامل تھیں۔

لاہور کے شہداء میں ۸ مارچ ۱۹۵۳ء کو حوالدار عبدالغفور صاحب اور ایک احمدی عطار کی شہادت کا ذکر فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ نے شہداء کے پسماندگان کے متعلق معلومات اکٹھی کرنے اور ان شہداء کے تفصیلی تعارف سے متعلق بھی تحقیق کر کے ضروری کوائف جمع کرنے کی بابت ہدایات ارشاد فرمائیں۔ اسی طرح حضور نے ماسٹر منظور احمد صاحب، مکرم محمد شفیع صاحب، میاں جمال احمد صاحب، مرزا کریم بیگ صاحب کا بھی ذکر فرمایا۔

آخر پر حضور ایدہ اللہ نے حفاظت مرکز کے سلسلہ میں قادیان اور اس کے نواح میں ہونے والی شہادتوں کا ذکر شروع کرنے سے قبل اس بارہ میں ضروری امور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ قادیان سے ہجرت سے پہلے جو واقعات گزرے ہیں ان میں لفظ شہادت کا استعمال جائز ہے۔ اگرچہ تقسیم ملک کا ایک سیاسی جھگڑا تھا مگر امر واقعہ یہ ہے کہ جتنے بھی مسلمان شہید کئے گئے، جو لاکھوں کی تعداد میں تھے، ان سے دشمنی کی وجہ ان کا مسلمان ہونا تھا۔ پس کسی کو اگر مسلمان ہونے کی وجہ سے قتل کیا گیا تو ان کا مقام خدا کے ہاں شہادت کا ہی ہوگا۔

حضور نے فرمایا کہ لیکن جن احمدیوں کا میں ذکر کروں گا ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کا مرتبہ غیر احمدی شہداء سے بڑا تھا۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کی حفاظت میں اور مرکز کی حفاظت میں جانیں دی ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ان سب شہداء کو اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی سعادتیں تو نصیب کر ہی چکا ہے ان کی اولادوں کو بھی دین و دنیا کی سعادتیں نصیب کرے اور ان کے نیک نمونہ پر چلنے کی سب نئی نسلوں کو توفیق عطا فرمائے۔

فلک گیر ہے اب صدائے خلافت

سنی ہم نے جس دم نوائے خلافت
ہوئے جان و دل سے فدائے خلافت

ہمیں خلدِ ربوہ کی پہنائیوں میں
نظر آ رہی ہے رِدائے خلافت

ہے عرفانِ اسلام ہر سمت جاری
فلک گیر ہے اب صدائے خلافت

زمانے کی رفتار یہ کہہ رہی ہے
بقا عدل کی ہے بقائے خلافت

کسی کے لبوں پر قصائد جہاں کے
ہمارے لبوں پر ثنائے خلافت

رہے حشر تک وہ ثنا خوان اس کا
جسے اپنا جلوہ دکھائے خلافت

بصیرت جسے دے وہ ربّ دو عالم
وہی باندھتا ہے ہوائے خلافت

اندھیرے گھروں میں اجالے ہوئے ہیں
گئی ہے کہاں تک ضیائے خلافت

خلافت سہارا ہے ہم غمزدوں کا
اسے رکھ سلامت خدائے خلافت

جسے روح تسلیم کرتی ہے ثاقب
وہی آج ہے رہنمائے خلافت

(ثاقب زیروی)

بقیہ: خلافت حقہ از صفحہ ۱۳

کوئی رئیس نہیں وہ مرچکی "۔ (تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۵۲٦ تا ۵۵۷)

خلیفۂ وقت کی قلبی کیفیت

جلسہ سالانہ ۲٦ دسمبر ۱۹۰۸ء کے خطاب میں فرمایا:

"..........اسی طرح میں کون ہوں؟ اس کا جواب تو یہ ہے ایک انسان تمہیں میں سے۔ جس کے تم مرید اسی کا میں مرید۔ جہاں تم نے اپنا وطن چھوڑا، میں نے بھی اپنے وطن کو چھوڑا..........ہاں پھر تم کہہ سکتے ہو کہ ایک تو ملا ہے۔ ہم نے تجھے اپنا نمبردار بنایا اور تیری بیعت کی۔ اور چاہو تو یہ سمجھ لو کہ خدا کا فضل ہے کہ ایک ایسا انسان تمہارا امام بنایا **جو تڑپ تڑپ کے تمہارے لئے دعائیں کرتا ہے** ۔ تم نے خود میری بیعت نہیں کی بلکہ میرے مولیٰ نے تمہارے دلوں کو میری طرف جھکا دیا۔ پس تمہیں میری فرماں برداری ضروری ہے اور میں دل سے تمہاری بھلائی چاہنے والا ہوں"۔ (البدر قادیان ۷ جنوری ۱۹۰۹ء)

بقیہ: برکات خلافت از صفحہ ۴

ہوئے فرمایا کہ اگر ان میں سے کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بکری باندھنے والی رسی کی بھی زکوٰۃ دیتا تھا اور اب اس کے انکار کرتا ہے تو میں اس کی زکوٰۃ لیکر رہوں گا۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۵)

یہ دلیری، دین کے ارکان کو پوری شدت کے ساتھ قائم کرنے کی یہ ہمت خلافت کی برکت سے ہی تھی۔ اسی واقعہ سے خلافت کے ذریعہ تمکنت کے ایک اور پہلو پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اس بروقت اقدام سے دین کی راہ میں رخنہ ڈالنے کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خداداد فراست سے اس فتنہ کو ہمیشہ کے لئے کچل کر رکھ دیا اور اس طرح سے تمکنت دین کی شاندار مثال قائم کی۔

بیت المال کا استحکام اور تمکنتِ دین

تمکنتِ دین کا ایک حد تک بیت المال کے استحکام کے ساتھ بھی تعلق ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے قائم کردہ نظامِ خلافت کو مالی لحاظ سے بڑی برکت بخشتا ہے تا تمکنت دین کی خاطر خلیفۂ وقت کو جس قدر اموال کی ضرورت ہو وہ میسر آ جائیں۔ نظام خلافت کی تاریخ شاہد ہے کہ بعض خلفاء انتہائی مہیب قسم کے مالی خطرات اور دگرگوں حالات میں مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے مگر دیکھتے ہی دیکھتے یہ حالات مالی فراوانی اور خوشحالی سے بدل گئے اور اس طرح سے یہ سبق بھی دیا گیا کہ ہر قسم کی خوشحالی خلافت کے ساتھ وابستگی میں ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے جانشین سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عہد خلافت کی ابتداء نہایت شدید قسم کے مالی بحران کی فضا میں ہوئی۔ مالی حیثیت رکھنے والے لوگوں نے آپ کی بیعت سے انکار کر دیا اور لاہور چلے آئے اور یہی نہیں بلکہ روانگی کے وقت سارا خزانہ بھی لوٹ کر لے گئے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جب حساب کتاب دیکھا تو خزانہ میں صرف سترہ روپے تھے جبکہ سکول کے اساتذہ کی تنخواہوں کے علاوہ کئی سو کا قرض جماعت پر تھا۔ ان نامسائد مالی حالات میں آپ نے ہر چہ باد کہتے ہوئے خدا کی تھمائی ہوئی خلافت کی باگ ڈور سنبھالی اور خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں اور برکتوں کی بارش میں اپنے کارواں کو لیکر آگے بڑھنے لگے۔ چند سال میں جماعت کی مالی حالت بڑی خوشکن ہو گئی۔ اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ قرض تو الگ رہے، حضورؓ نے اپنی خلافت کے چھٹے سال یعنی 1920ء میں برلن میں مسجد تعمیر کرنے کے لئے جماعت کی خواتین سے ایک لاکھ روپے کا مطالبہ کیا تو جماعت کی خواتین نے صرف ایک ماہ کے اندر اندر یہ خطیر رقم جمع کر کے اپنے آقا کے حضور پیش کر دی۔ ایسے ہی ایمان افروز واقعات اور خلافت کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ ایک دفعہ میں نے ایک لاکھ روپیہ مانگا تھا۔ لیکن اب میں خدا تعالیٰ سے اربوں روپیہ مانگا کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے ایک لاکھ روپیہ مانگ کر غلطی کی ...... اللہ تعالیٰ نے کہا ہم تیری اس دعا کو قبول نہیں کرتے جس میں تو نے ایک لاکھ مانگا ہے۔ ہم تجھے اس سے بہت زیادہ دیں گے تاکہ سلسلہ کے کام چل سکیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو دیکھ کر کہ میں نے ایک لاکھ مانگا تھا مگر اس نے ۲۲ لاکھ سالانہ دیا، میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں ایک کروڑ مانگتا تو ۲۲ کروڑ سالانہ ملتا۔ ایک ارب مانگتا تو ۲۲ ارب سالانہ ملتا، ایک کھرب مانگتا تو ۲۲ کھرب سالانہ ملتا اور اگر ایک پدم مانگتا تو ۲۲ پدم سالانہ ملتا۔ اور اس طرح ہماری جماعت کی آمد امریکہ اور انگلینڈ دونوں کی مجموعی آمد سے بڑھ جاتی۔ پس خلافت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بہت سی برکات وابستہ کی ہوئی ہیں۔ تم ابھی بچے ہو تم اپنے باپ دادوں سے پوچھو کہ قادیان کی حیثیت جو شروع زمانہ خلافت میں تھی وہ کیا تھی۔ اور پھر قادیان کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر ترقی بخشی تھی"۔ (الفضل ۵/ ستمبر ۱۹۵۶ء)

پس ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خلافت کی برکات سے جماعت احمدیہ کو مالی فراوانی دیتا چلا آیا ہے۔ چنانچہ جماعت کا بجٹ سینکڑوں سے ہزاروں میں، ہزاروں سے لاکھوں میں اور ر لاکھوں سے کروڑوں میں اور اب بفضلہٖ تعالیٰ اربوں میں جا چکا ہے۔ خلیفہ وقت فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے ۲۵ لاکھ کا مطالبہ کرتے ہیں تو جماعت ۳۳ لاکھ پیش کر دیتی ہے۔ افریقہ کی علمی اور طبی خدمات کے منصوبہ، مجلس نصرت جہاں کے لئے خلیفۂ وقت ۳۳ لاکھ کی تحریک کرتے ہیں اور احباب جماعت ۵۲ لاکھ روپیہ اپنے آقا کے قدموں میں ڈال دیتے ہیں۔ پھر خلیفۂ وقت صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کے لئے اڑھائی کروڑ کی تحریک کرتے ہیں تو جماعت قریباً ۱۵ کروڑ روپے کے وعدے پیش کر کے انکی ادائیگی کی فکر میں لگ جاتی ہے۔ اور اب خلافت رابعہ کے مبارک دور میں جس طرح خدا تعالیٰ نے مالی وسعتیں بخشی ہیں وہ سب کے سامنے ہیں۔ اب جماعت کروڑوں سے اربوں کی حدود میں داخل ہو چکی ہے۔

غیر متزلزل ایمان

خلافت کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ اس کے طفیل مومنوں کو مضبوط چٹانوں جیسا غیر متزلزل ایمان بخشا جاتا ہے۔ وہ کسی قسم کی لالچ میں نہیں آتے وہ کسی کے ورغلائے نہیں پھسلتے۔ ۵ ستمبر ۱۹۵۶ء کے اخبار الفضل میں ایک واقعہ درج ہے جو اس امر کی سچی تصویر پیش کرتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب ۱۹۱۴ء میں خلافت ثانیہ کا انتخاب ہوا تو پیغامیوں نے اس خیال سے کہ جماعت کے لوگ خلافت کو کسی طرح چھوڑ نہیں سکتے یہ تجویز کیا کہ کوئی اور خلیفہ بنا لیا جائے اور اس کے لئے سیالکوٹ کے ایک صوفی منش دوست میر عابد علی عابد کا انتخاب کیا گیا۔ پیغامیوں کا یہ خیال تھا کہ چونکہ میر صاحب صوفی منش اور عبادت گزار آدمی ہیں اسلئے الوصیت کے مطابق چالیس آدمیوں کا انکی بیعت پر متفق ہو جانا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ چنانچہ مولوی صدرالدین صاحب اور بعض اور دوسرے لوگ رات کے وقت انکے پاس گئے اور اپنے آنے کی غرض بیان کی جس پر وہ آمادہ ہو گئے۔ اسکے بعد وہ پیغامی ہری کین لیکر ساری رات قادیان میں دو ہزار احمدیوں کے ڈیروں پر پھرتے رہے، لیکن چالیس آدمی تو ایک طرف وہ کسی ایک آدمی کو بھی میر صاحب کی بیعت پر آمادہ نہ کر سکے۔ اور جب انہیں میر صاحب کی بیعت کے لئے چالیس آدمی بھی نہ ملے تو وہ مایوس ہو گئے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ان دنوں کا نقشہ اتارتے ہوئے فرمایا:

"خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک جماعت کو پکڑ کر میرے ہاتھ پر جمع کر دیا تھا اور اس وقت جمع کر دیا تھا جب بڑے بڑے احمدی میرے مخالف ہو گئے تھے اور کہتے تھے کہ اب خلافت ایک بچے کے ہاتھ آ گئی ہے اس لئے جماعت آج نہیں تو کل تباہ ہو جائے گی۔ لیکن اس بچہ نے ۴۲ سال پیغامیوں کا مقابلہ کر کے جماعت کو جس مقام تک پہنچایا وہ تمہارے سامنے ہے۔ شروع میں ان لوگوں نے کہا تھا کہ ۹۸ فیصدی احمدی ہمارے ساتھ ہیں لیکن اب وہ دکھائیں کہ جماعت کا ۹۸ فیصدی جو انکے ساتھ تھا کہاں ہے۔ کیا وہ ۹۸ فیصدی ملتان میں ہیں، لاہور میں ہیں، آخر وہ کہاں ہیں۔ کہیں بھی دیکھ لیا جائے انکے ساتھ جماعت کے دو فیصدی بھی نہیں نکلیں گے"۔ (الفضل ۲۸ اپریل ۱۹۵۷ء)

قرب الٰہی کا حصول

دین کی تمکنت کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ماننے والوں کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ذاتی تعلق ہو اور ان کو خدا تعالیٰ خاص قرب حاصل ہو۔ اور یہ امر ہو ہی نہیں سکتا جب تک خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کے ساتھ اس کا تعلق نہ ہو۔ خلیفۂ وقت زمین پر خدا تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے اور اسے یہ برکت دی جاتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ اور اسکے بندوں کے درمیان رابطہ کا کام کرے اور جو خدا تعالیٰ تک پہنچنا چاہے اس کی راہنمائی کرے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

"انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں ممد ہوتے ہیں۔ جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں چڑھ سکتا تو سونٹے یا کھڈ سٹک کا سہارا لیکر چڑھتا ہے۔ اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں۔ وہ دیواریں نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ وہ سونٹے اور سہارے ہیں جنکی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ کا قرب حاصل کر لیتا ہے"۔

(الفضل ۱۱ ستمبر ۱۹۳۷ء)

احکام دین قرآن کریم کی تشریح

خلیفۂ وقت خدا تعالیٰ کا نمائندہ ہونے کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کے کلام اور اسکے احکام کو سب سے بہتر سمجھتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اسکی راہنمائی کر رہا ہوتا ہے۔ اسے اپنے الہام اور وحی کے ذریعہ نئے حقائق اور دقائق سے نوازتا ہے جن سے روشنی پاکر وہ قرآن کریم کے نئے نئے معانی اور اسرار و رموز لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور احکام قرآنی پر عمل کی صحیح راہوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی خلیفہ کا وجود بڑا ہی بابرکت ہے۔ اسی لئے آنحضور ﷺ نے اپنی امت کو نصیحت فرمائی تھی کہ علیکم بسنّتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیّین . سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اسی حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

"خلفاء کے ذریعہ سنن اور طریقے قائم کئے جاتے ہیں ورنہ احکام تو انبیاء پر نازل ہو چکے ہوتے ہیں۔ خلفاء دین کی تشریح اور وضاحت کرتے ہیں اور مغلق امور کو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور ایسی راہیں بتاتے ہیں جن پر چل کر اسلام کی ترقی ہوتی ہے"۔

(الفضل ٤ ستمبر ۱۹۳۷ء)

کامیابی کی کلید

ہر انسان چاہتا ہے کہ اسے ہر میدان میں کامیابی ملے، اسے فتح نصیب ہو۔ ایسی خواہش رکھنے والے ہر انسان کے لئے خدا تعالیٰ کا یہ پیغام ہے کہ وہ اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ وابستہ کر لے۔ اس کے نتیجہ میں اس کی کامیابی اور فتح یقینی ہو گی۔ خلافت کے ساتھ یہ وابستگی کیسی ہونی چاہئے؟ اس بارے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے:۔

"امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم پر جو مومن اٹھاتا ہے اسکے پیچھے اٹھاتا ہے اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے۔ اپنی تدبیرں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے۔ اپنے ارادوں کو اسکے ارادوں کے تابع کرتا ہے۔ اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اسکے سامانوں کے تابع

فرانکفورٹ میں خواتین اور بچیوں کے پاکستانی و انڈین، سلے اور اَن سلے سوٹوں کی جدید ترین ورائٹی کا مرکز

بیلہ بوتیک BB **Bela Boutique**

☆ موسم گرما کے لئے سٹیپل، کاٹن، لیلن، واش اینڈ ویئر اور لان

☆ عروسی ملبوسات میں غرارہ، لہنگا، راجستھانی فراک کے علاوہ شلوار، کرتا اور پشواش کی ورائٹی

☆ گرمیوں کی زنانہ سینڈل اور چپلیں، چوڑیاں، میچنگ جیولری۔ ہر طرح کے زنانہ لباس کی سلائی کا انتظام

☆ ہول سیل کی سہولت

Tel: 069/24279400 - 01702128820

Kaiserstr 64, Frankfurt a. M. (دوکان نمبر ۲۹۔ ہمراہ رائل جیولرز)

کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہوجائیں تو انکے لئے کامیابی اور فتح یقینی ہے"۔

(الفضل ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء)

پس کامیابی اسے ملتی ہے جو اپنے آپ کو پوری طرح خلافت کے ساتھ وابستہ رکھتا ہے، کامیابی اسے ملتی ہے جو اپنا سب کچھ خلافت پر نثار کردیتا ہے۔ کامیابی اسے ملتی ہے جو خلیفۂ وقت کی دعائیں حاصل کرتا ہے کیونکہ "اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اسکی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اسکے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے"۔

(منصب خلافت صفحہ ۳۲)

برکات خلافت کا دوسرا عظیم الشان پہلو
ازالۂ خوف

جب خلافت کے ساتھ وابستہ مومنوں پر خوف کے حالات آتے ہیں، اس وقت بھی خدا تعالیٰ جماعت پر بارش کی طرح برکتیں نازل کرتا ہے۔ مضمون کا یہ حصہ بھی برکات خلافت کی ایک طویل داستان لئے ہوئے ہے۔ جو تاریخ عالم کے صفحات پر بکھری پڑی ہے۔ اس بارہ میں یاد رہے کہ ایک تو خوف کی حالت اس وقت طاری ہوتی ہے جب نبی یا اس کا خلیفہ اپنے آسمانی نقطہ کی طرف اٹھایا جاتا ہے اور مومن بشریت کے تقاضا کے تحت مارے غم کے دیوانے ہو جاتے ہیں اور پریشان ہو جاتے ہیں اس بات پر کہ اب کیا ہوگا؟ چنانچہ ہمیشہ ہی یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ خوف کے اس وقت میں خدا تعالیٰ ان میں سے ہی کسی نیک بندے کو کھڑا کرکے ان کی تسلی کے سامان کرتا ہے۔ اس کے بعد اس جماعت کو خوف کے بعض اور حالات پیش آتے ہیں جبکہ ابلیسی فطرت رکھنے والے عناصر اسکے مقرر کردہ خلیفہ کے بالمقابل کھڑا ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسے: "حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ بباعث چند در چند فتنوں اور بغاوت اعراب اور کھڑا ہونے والے جھوٹے پیغمبروں کے میرے باپ پر جبکہ وہ خلیفہ رسول اللہ ﷺ مقرر کیا گیا، وہ مصیبتیں پڑیں اور وہ غم دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ غم کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور پاش پاش ہو جاتا۔ مگر چونکہ خدا کا یہ قانون قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے شجاعت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے جیسا یشوع کی کتاب باب اوّل آیت ۶ میں حضرت یشوع کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر یعنی موسیٰ تو مر گیا اب تو مضبوط ہو جا یہی حکم قضا و قدر کے رنگ میں، نہ شرعی رنگ میں، حضرت ابو بکرؓ کے دل پر بھی نازل ہوا تھا"۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۸)

پس خدا تعالیٰ خلیفۂ وقت کو ایسی غیر معمولی شجاعت اور بہادری اور اسکے ساتھ ایسی فراست عطا فرماتا ہے کہ اگر ہر شخص اس کے ساتھ اطاعت کا کامل نمونہ دکھادے تو ہر قسم کی مشکلات اور آفات و مصائب کے بادل دیکھتے ہی دیکھتے چھٹ جاتے ہیں۔ دشمن زیر ہو جاتا ہے اور فرشتے آسمان سے ترقیات والی نئی زمین اور عظمت و سطوت والا نیا آسمان پیدا کردیتے ہیں۔ لیکن شرط کامل وفا اور فرمانبرداری ہے۔ اور یہ یاد رہے کہ یہ باتیں محض منہ کی باتیں نہیں، یہ ماضی کے قصہ ہائے پارینہ نہیں، یہ اساطیر الاوّلین نہیں۔ آج یہ ہر احمدی کا زندہ احساس ہے، اس کے دل و دماغ اور جاگتی آنکھوں اور سنتے کانوں کی بالکل سچی گواہی ہے۔

سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد مبارک میں کیا ہوا۔ سارا عرب بغاوت پر آمادہ ہو گیا، اندرونی طور پر زکوۃ سے انکار اور ارتداد کے فتنے الگ تھے اور بیرونی طور پر جھوٹی نبوت کے دعویداروں اور رومی حکومت کے حملہ کا منصوبہ الگ شدید خوف کا باعث بنے ہوئے تھے۔ ان تمام امور کے ملنے سے خوف کا ایسا عالم طاری تھا جس میں کسی عام شخص کا بس چل ہی نہیں سکتا۔ لیکن خدا نے اپنے اس بندہ کو ایسا قوی قلب بخشا اور ایسی روحِ اقدام عطا فرمائی کہ آپ نے دیکھتے ہی دیکھتے ان تمام فتنوں پر پوری طرح قابو پالیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں ایسا سکون ہو گیا کہ گویا کبھی کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ جب رومی حکومت کے حملہ کے دفاع کیلئے آنحضرت ﷺ کے تیار کردہ لشکرِ اسامہ کے بھجوانے کا وقت آیا تو اندرونی فتنوں کے پیش نظر آپ کو یہ لشکر نہ بھیجنے کا مشورہ دیا گیا تا مدینہ کے اندر متوقع فتنوں کے سدّباب کے لئے یہاں قوت موجود رہے۔ تو وہ شیر دل جو خدا کے بلائے بولتا تھا بڑے جلال سے گرجا ......والذی لا اله الا هو لو جرت الكلا ب بارجل از واج النبی ﷺ ما رددت جیشاً وجّهه رسول الله ﷺ ولا حللت لواء عقده. (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۵)

کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر مدینہ میں ازواج مطہرات کی لاشوں کو کتے بھی گھسیٹتے پھریں تو پھر بھی میں اس لشکر کو جسے آنحضور ﷺ نے تیار کیا تھا، روک نہیں سکتا۔ یہی خدا داد جذبہ اقدام اور جرأت تھی جس کی بدولت حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے صرف اڑھائی سالہ دورِ خلافت میں رومی فوجوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ آپکے عہد خلافت میں لاکھوں مسلمان تو ہو نہیں گئے، اس وقت تو قریباً قریباً وہی مسلمان تھے جو رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں تھے لیکن خلافت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں وہ شان اور امنگ اور جرأت پیدا کردی کہ انہوں نے اپنے مقابل پر بعض اوقات دو دو ہزار گنا تعداد کے لشکر کو بری طرح شکست کھانے پر مجبور کردیا۔ ۱۴ سو سال کا سفر کرکے جب ہم آج کے اس دور کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہاں بھی یہی واقعات، یہی حالات دکھائی دیتے ہیں ۱۹۱۴ء میں انتہائی خوف کے عالم میں خدا کے مسیح کا خلیفہ اس کی قائم کردہ جماعت کی باگ ڈور سنبھالتا ہے اور اس کا میر کارواں بن کر فوراً ہی اسے تلاطم خیز سمندر سے نکال کر ساحل سکون و اطمینان سے ہمکنار کردیتا ہے۔ اور اس کے بعد جب بھی خوف کے حالات پیدا ہوتے رہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنی جماعت کی ایسے رنگ میں راہنمائی کرتا رہا کہ دنیا ان کو پیروں تلے کچل ڈالنا چاہتی ہے مگر وہ آسمان کے تارے بن کر جگمگانے لگتے ہیں۔

عہدِ خلافت ثانیہ میں ۱۹۳۴ء کا سال یادگار سال ہے کہ اسی سال مجلس احرار، جماعت احمدیہ پر اس طرح حملہ آور ہوتی ہے کہ گویا اس کو بالکل نیست و نابود کرکے رکھ دے گی۔ مگر نہ صرف یہ کہ وہ اس حملہ میں بری طرح ناکام ہوتی ہے۔ بلکہ جماعت احمدیہ ان کی طرف دیکھنے کی بجائے اپنے امام کی آواز پر ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کے لئے تحریکِ جدید کا آغاز کرکے مثبت اقدام کرتی ہے۔ جسکی بدولت آج دنیا کے چاروں کونوں سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ ۱۹۴۷ء کا سال تاریخ پاکستان کا پہلا سال ہے جو برصغیر کے دوسرے مسلمانوں کی طرح افراد جماعت احمدیہ پر بھی بڑی مشکل اور خوف کا وقت لایا۔ اس وقت قادیان کی بستی ہر طرف سے خطرناک حد تک خوف کا مرکز بن گئی تھی۔ مگر جو لوگ خلافت کے ساتھ وابستہ تھے، چند دنوں میں ان کا یہ خوف امن میں تبدیل ہو گیا۔ اس کے بعد ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں ہونے والے جماعت کے خلاف ملک گیر فسادات بھی خلافت کی برکت سے کافور ہوئے اور آج بے شمار گواہ زندہ موجود ہیں جنہوں نے مخالفین کی طرف سے جماعت کے خلاف برپا کی ہوئی خطرناک سازشوں کو دھوئیں کی طرح غائب ہوتے دیکھا۔

الغرض فتنے اندرونی ہوں یا بیرونی، خوف اندر سے اٹھے ہوں یا باہر سے طاری کرنے کی کوششیں کی گئی ہوں ہر ابتلا میں اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت کے ساتھ وابستہ جماعتیں خدا کے وعدہ کے بموجب اور خلافت کی برکات کے طفیل ثابت قدم رہیں۔ اور اس کی زندہ مثال اس وقت جماعت احمدیہ ہے۔

خلافت کی برکات کو یاد رکھنے کا ایک طریق

خلافت ایک عظیم نعمت ہے لیکن اس کی عظمت ہم پر بہت بڑی ذمہ داریاں بھی ڈالتی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم خلافت کے قائم رکھنے کی پوری کوشش کریں اور اس کے لئے ہر ممکن قربانی سے کبھی بھی اور ذرہ بھر بھی گریز نہ کریں۔ لیکن یہ تو اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہم میں سے ہر ایک کے دل میں خلافت کا پیار اور اسکی محبت کوٹ کوٹ کر بھر جائے۔ اور ہم اسکے ایک معمولی سے اشارے پر بھی اپنے تن من دھن کو قربان کردینے کے لئے تیار ہوں۔ یہ محبت کیسے پیدا کی جاسکتی ہے۔ اس کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

"آخر میں خدام کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ خلافت کی برکات کو یاد رکھیں۔ اور کسی چیز کو یاد رکھنے کے لئے پرانی قوموں کا یہ دستور ہے کہ وہ سال میں اسکے لئے خاص طور پر ایک دن مناتی ہیں مثلاً شیعوں کو دیکھ لو، وہ سال میں ایک دفعہ تعزیہ نکال لیتے ہیں تا قوم کو شہادت حسینؓ کا دن یاد رہے۔ اسی طرح میں بھی خدام کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سال میں ایک دن "خلافت ڈے" کے طور پر منایا کریں۔ اس میں وہ خلافت کے قیام پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں۔ اور اپنی پرانی تاریخ کو دھرایا کریں۔ اسی طرح وہ رؤیا کشوف بیان کئے جایا کریں جو وقت سے پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے دکھائے اور جن کو پورا کرکے خدا تعالیٰ نے ثابت کردیا کہ اس کی برکات اب بھی خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں"۔ (الفضل یکم مئی ۱۹۵۷ء)

بقیہ: اطباء کے لئے نصائح از صفحہ ۱۳

ضروری ہے کہ اپنا بچاؤ بھی رکھیں اور بیمار کی ہمدردی بھی کریں"۔

(ملفوظات جلد ۵، طبع جدید ص ۱۹۲)

ڈاکٹروں کے لئے عبرت کے مواقع

مختلف بیماریوں کا ذکر تھا۔ فرمایا:

"ڈاکٹروں کے واسطے عبرت کے نظاروں سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے بہت موقعہ ہوتا ہے۔ قسما قسم کے بیمار آتے ہیں۔ بعض کے ہاتھ پاؤں کاٹ دئے جاتے ہیں، بعض کی ایسی حالت ہوتی ہے کہ شدت بیماری کے سبب لامن الاحیاء ولامن الاموات، نہ زندوں میں داخل نہ مُردوں میں۔ لیکن ایسے نظاروں کو کثرت کے ساتھ دیکھنے سے سخت دلی بھی پیدا ہو جاتی ہے اور ضروری بھی ہے کیونکہ نرم دل اور رقیق القلب ایسا کام نہیں کر سکتا کیونکہ سرجری کا کام بہت حوصلے کا کام ہے۔

(ملفوظات جلد ۵، طبع جدید ص ۳۸۰)

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ۔ ۱۴/اپریل ۱۹۹۹ء)

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواھشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ھیں

آج ھی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

لقاء مع العرب

(۱۳ر دسمبر ۱۹۹۴ء)

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کا خلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر** پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو / ویڈیو مسجد فضل لندن یوکے سے بھی حاصل کرسکتے ہیں۔ (ادارہ)

سوال: اس وقت دنیا کو خصوصاً عالمِ اسلام کو نظامِ خلافت کی ضرورت ہے۔ نظامِ خلافت کی اہمیت کیا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام مسلمان دنیا جسے متحد اور ایک ہونا چاہئے تھا بے شمار فرقوں اور کئی قسم کے تفرقوں میں بٹ چکی ہے۔ نہ صرف مذہبی میدان میں بلکہ سیاسی میدان میں بھی اور جب لوگوں میں تفریق پیدا ہو جاتی ہے تو پھر وہ اس دنیا میں وہ کچھ حاصل نہیں کر سکتے جو کہ متحد و متفق لوگ حاصل کیا کرتے ہیں۔ عالم اسلام کی طاقت تقسیم ہو کر صرف بکھر ہی نہیں گئی بلکہ اس بکھری ہوئی طاقت کو بھی ایک دوسرے کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے۔ جب ایسا ہوتا ہے تو بعض اوقات حاصل جمع صفر سے بھی کم ہوتا ہے۔ خواہ کیسے ہی طاقت کے دعویدار ہوں اگر وہ چھوٹے بڑے معاملات میں ایک دوسرے سے مخالفت کریں گے اور لڑائی اور خصومت میں مصروف رہیں گے تو ایسی صورت میں ان کی قوت بکھر کر رہ جائے گی اور اتحاد کی طاقت پارہ پارہ ہو جائے گی۔

اور یہی کچھ تو آج ہر ایک اسلامی ملک میں ہو رہا ہے اور بدقسمتی سے ہر کوئی اسے جہاد کا نام دے رہا ہے۔ ایسی صورت میں حاصل کیا ہوگا؟ اپنی تعمیر و ترقی، اسلام کے دفاع اور دشمن سے مقابلہ کرنے کی کیا طاقت باقی بچے گی؟ اس لئے بہت ضروری ہے کہ ایک امام کے ہاتھ پر متحد ہوا جائے۔ ساری مسلمان دنیا کا ایک امام ہو اور یہ سب کچھ بغیر خلافت کے ناممکن ہے کہ حاصل ہو کیونکہ خلافت نبی کے بعد اس کی قائم مقام ہوتی ہے، ایسے وجود کی صورت میں جو ایک لحاظ سے وفات پانے والے نبی کی نمائندگی اور اس کی ماتحتی میں کھڑا ہوتا ہے۔ وہ ایک مرکزی اتھارٹی ہوتا ہے۔ یہ ہے خلافت کا بنیادی اصول۔ اس کی اہمیت و ضرورت تمام مسلمان سمجھتے اور محسوس کرتے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد اس کی ضرورت محسوس کی گئی۔

اسلام میں یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے اور اسلامی تعلیم کا حصہ ہے کہ بغیر اتحاد اور انتظام کے اسلام پر صحیح عمل نہیں کیا جاسکتا۔ جب آپ مسجد میں پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی کرتے ہیں تو ایک امام کا ہونا لازم ہے۔ اس امام کے پیچھے کھڑے ہونے سے لوگوں میں ایک اتحاد کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم بڑی تاکید کے ساتھ نماز باجماعت کی ادائیگی پر زور دیتا ہے اور امام کی اہمیت اس قدر ہے کہ امام اگر ایک غلطی کرتا ہے تو ہدایت یہ ہے کہ تمام مقتدی یہ جانتے ہوئے بھی کہ امام نے غلطی کی ہے امام کے پیچھے اس غلطی کو دہرائیں۔ اس سے بڑھ کر امام کی اہمیت، ضرورت اور اس کی اقتداء میں اتحاد کی کیا مثال پیش کی جاسکتی ہے۔ اگر ایک مسجد میں ایک چھوٹی سی جماعت کے لئے امام کا ہونا لازم ہے تو پھر ساری امت مسلمہ ایک امام کے بغیر کیسے زندہ و قائم رہ سکتی ہے۔

جہاں تک اُمت کا تعلق ہے تو قرآن کریم میں ایک جگہ یہ حکم ہے کہ جہاں کہیں بھی تم ہو اپنے رخ قبلہ کی طرف کیا کرو۔ تمام مسلمانان عالم کے لئے صرف اور صرف ایک قبلہ ہے۔ قطع نظر اس کے کہ آپ کہاں ہیں قبلہ ایک ہی رہے گا۔ یہ امر اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ امت مسلمہ کے لئے لازم ہے کہ ان میں اتحاد ہو اور وہ ایک امام کے تحت متحد ہو۔ اگر یہ مقصد و مدعا نہ ہوتا تو پھر کوئی بھی خلافت نہ ہوتی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت مسلمانوں کی حالت روحانی و دینی ہر لحاظ سے آج کے مسلمانوں سے ہزار درجہ بہتر تھی۔ اگر انہیں ایک امام کی اتباع کی ضرورت تھی تو ہم آج ایک امام کے بغیر کیسے رہ سکتے ہیں جبکہ آج کے مسلمان کی حالت ہزار گنا زیادہ اس بات کا تقاضا کر رہی ہے۔ یہ تو ہے جواب اس بات کا کہ خلافت کی ضرورت کیوں ہے؟

مسئلہ یہ ہے کہ خلافت اگر ایک مرتبہ ختم ہو جائے تو پھر لوگوں کے اختیار میں نہیں کہ وہ خود اسے جاری کر سکیں۔ یہ ایک Dilemma ہے جس کا سامنا ساری مسلمان دنیا کو ہے۔ کیونکہ خلافت نبی کی وفات کے بعد شروع ہوتی ہے اور اگر بدقسمتی سے ایک دفعہ ختم ہو جائے تو پھر ناممکن ہے کہ نبی کے بغیر دوبارہ جاری ہو سکے۔

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے یہ دوہرے مسائل کا شکار ہیں۔ اکثر مسلمانوں کے نزدیک خلافت کا سلسلہ چوتھے خلیفہ حضرت علیؓ پر ختم ہو گیا تھا۔ ان کے بعد خلافت راشدہ نہیں تھی۔ وہ تو خلافت کے نام پر ایک قسم کی بادشاہت اور حکومت تھی اور مسلمانوں کی اکثریت اس حقیقت کو مانتی ہے کہ حضرت علیؓ کے بعد خلافت راشدہ کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد آپ خلافت کو دوبارہ کیسے جاری کر سکتے ہیں۔

جہاں تک شیعہ ائمہ کا تعلق ہے ان کے لئے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ ان کی اکثریت بارھویں امام تک امامت کے جاری رہنے پر ایمان رکھتی ہے۔ بعض چھٹے امام تک اور بعض اس سلسلہ کو آج تک جاری سمجھتے ہیں لیکن مسلمانوں کی اکثریت خلافت کی برکت سے محروم ہے۔ اگر امامت کو جاری تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی وہ امت کو ایک ہاتھ پر متحد کرنے کے مقصد سے عاری ہے کیونکہ ہم تو ساری امت مسلمہ کو ایک امام کے ہاتھ پر جمع کرنے کے مسئلہ پر بات کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ جزوی اور علاقائی خلافت سے نہیں بلکہ یونیورسل، عالمی خلافت سے حاصل ہو سکتا ہے اور ایسی خلافت سے ہی ساری امت کو متحد کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ مسلمان تو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اب کسی بھی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ واحد راستہ جو خلافت کو دوبارہ جاری کرنے کا ہے وہ بھی بند ہو چکا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے جو آج عالم اسلام کو درپیش ہے۔

غیر احمدی علماء اس بارہ میں اپنے لئے واحد و اکلوتی امید پیش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم ایک نبی کے آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ بے شک کہ وہ پرانا نبی ہے لیکن جب وہ ظاہر ہوگا تو وہ نبی ہوگا اور یوں گویا گمشدہ اسلامی خلافت کا دوبارہ قیام حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ذریعہ سے ہوگا جب وہ اسی پرانے جسم کے ساتھ دوبارہ ظاہر ہونگے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ چودہ سو سال گزر گئے مگر اُس عیسیٰ کے دوبارہ ظاہر ہونے کا کوئی امکان اور نام و نشان نہیں۔ دنیا کی حالت کلیۃً تبدیل ہو چکی ہے۔ مسلمان اپنی انتہائی بدقسمت اور بدترین تنزلی حالتوں میں سے گزر چکے ہیں اور گزر رہے ہیں لیکن آسمان سے کوئی عیسیٰ ان کی مدد کو نہیں آیا۔ عیسیٰ کے اس لمبے انتظار نے مسلمانوں کی اکثریت کو اس حد تک مایوس کر دیا ہوا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ مر چکا ہے یا زندہ ہے ہمیں اس بات سے اب کوئی دلچسپی نہیں اور جامعہ ازھر کے علماء بار بار اپنی اس تحقیق اور قطعی رائے کا اظہار کر چکے ہیں کہ قرآن کریم کی رُو سے حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں اور ناممکن ہے کہ وہ عیسیٰ دوبارہ نازل ہو۔ ان کے خیالات میں تو ممکن ہے وہ دروازہ ابھی کھلا ہو لیکن عملی طور پر یہ راستہ وہ بند کر چکے ہیں۔ اب آسمان سے تو کوئی نازل ہونے والا نہیں۔ یہ ایک بہت بڑا اور مشکل مسئلہ تمام عالم اسلام کو درپیش ہے کہ وہ نہ صرف اسلامی خلافت جیسے نہایت اہم نظام کو منقطع کر بیٹھے ہیں بلکہ خلافت کے اجراء کے واحد راستہ کو بھی بند کر دیا ہے۔

سوال: حضرت علیؓ کے بعد خلافت راشدہ کے خاتمہ کا کون ذمہ دار ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: میری نظر میں تو اس وقت کی تمام مسلمان قوم اس بات کی ذمہ دار ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے: ﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَابِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ﴾. (الرعد: ۱۲) اور یہ وعدہ نعمت کے حوالے سے ایک اور آیت میں یوں دہرایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ جب کسی قوم پر اپنی نعمت انعام کرتا ہے تو سوائے اس کے کہ قوم خود اسے تبدیل کر دے خدا تعالیٰ اسے بدلا نہیں کرتا۔

نبوت ایک نعمت ہے اور پھر نبوت کی ماتحتی میں نبوت کے بعد خلافت ایک عظیم نعمت ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے اس وعدہ کو کیسے بھول گیا کہ وہ اپنی کسی نعمت کو تم سے نہیں اٹھائے گا یہاں تک کہ تم اس نعمت کی ناشکری کرنے والے ہو جاؤ اور اسے بدل ڈالو۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس زمانہ کی مسلمان قوم خلافت کے خاتمہ کی ذمہ دار تھی۔

جب ہم اُس زمانہ کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ کس طرح اس مسئلہ سے متعلق بحث و تمحیص ہوتی تھی۔ خوارج کا آنا، فساد برپا کرنے والے لوگوں کا قانون شکنی کرنا اور مدینہ میں غیر یقینی حالت پیدا کرنا لیکن مدینہ کے لوگوں کا متحد ہو کر ان کے خلاف آواز اٹھانا یہ ساری صورت حال اس وقت کے تمام لوگوں کو اس نقصان کا ذمہ دار قرار دیتی ہے۔ میں حضرت عثمانؓ کے زمانہ کی بات کر رہا ہوں۔ اصل میں تیسری خلافت کے دوران ہی نظام خلافت میں یہ رخنہ پیدا ہو چکا تھا۔ اندر ہی اندر دراڑیں پڑنی شروع ہو چکی تھیں۔ اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ وہ دراڑیں ظاہر ہونی شروع ہوئیں اور کھل کر سامنے آگئیں۔ لیکن پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت علیؓ کی خلافت سے یہ غیر یقینی کیفیت وقتی طور پر ختم ہو گئی اور اسلام نے حضرت علیؓ کی خلافت میں ایک اچھا زمانہ دیکھا۔ لیکن اس سے قبل چونکہ رخنے پیدا ہو چکے تھے اور دلوں میں تفرقہ اور اختلاف کا بیج بویا جا چکا تھا اور جب دل پھٹ جائیں تو پھر خدا تعالیٰ زبردستی ان دلوں کو جوڑا نہیں کرتا۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے۔

اسلام کی تاریخ میں سب سے المناک اور افسوسناک واقعہ جو رونما ہوا وہ حضرت عثمانؓ کا شہید کیا جانا تھا۔ یہ مدینہ کے لوگ نہیں تھے جنہوں نے حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت کی۔ بلکہ مدینہ کے باہر سے لوگ شر پھیلانے کی خاطر مدینہ میں آئے، وہاں ٹھہرے اور حضرت عثمانؓ کے خلاف پروپیگنڈا اور سازشیں شروع کیں۔ خلافت کے خلاف منافرت کی آگ اندر ہی اندر سلگتی رہی جو آخر کار نظام خلافت کے خاتمہ پر منتج ہوئی اور حضرت عثمانؓ کو بھی شہید کر دیا گیا۔ غور کریں تو یہی وہ وقت ہے جہاں سے اسلام میں اختلافات اور تنزل کا آغاز ہوا۔

(باقی اگلے شمارہ میں)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی

اطباء اور ڈاکٹروں کے لئے زریں ہدایات

(ملک محمد داؤد)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام علم ادیان کے فتح نصیب جرنیل تو تھے ہی، علم الابدان پر بھی آپ کو پوری دسترس تھی۔ بے انتہا دینی مصروفیات کے باوجود جسمانی شفا کا آپ کو کس قدر خیال تھا اس کی ایک جھلک حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"بعض اوقات دوا پوچھنے والی گنواری عورتیں زور سے دستک دیتی ہیں اور اپنی سادہ اور گنواری زبان میں کہتی ہیں "مرزا جی جرا بوا کھولو تاں"۔ (یعنی مرزا صاحب ذرا دروازہ تو کھولیں۔ ناقل) حضرت اس طرح اٹھتے ہیں جیسے مطاع ذی شان کا حکم آیا ہے۔ اور کشادہ پیشانی سے باتیں کرتے اور دوا بتاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں وقت کی قدر پڑھی ہوئی جماعت کو بھی نہیں تو پھر گنوار تو اور بھی وقت کو ضائع کرنے والے ہیں۔ ایک عورت بے معنی بات چیت کرنے لگ گئی اور اپنے گھر کا رونا اور ساس نند کا گلہ شروع کر دیا اور گھنٹہ بھر اسی میں ضائع کر دیا ہے۔ آپ وقار اور تحمل سے بیٹھے سن رہے ہیں۔ زبان سے یا اشارہ سے اس کو کہتے نہیں کہ بس اب جاؤ دوا پوچھ لی اب کیا کام ہے ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے۔ وہ خود ہی گھبرا کر کھڑی ہوتی ہے اور مکان کو اپنی ہوا سے پاک کرتی ہے۔ ایک دفعہ بہت سی گنوار عورتیں بچوں کو لے کر دکھانے آئیں۔ اتنے میں اندر سے بھی چند خدمت گار عورتیں شربت شیرہ کے لئے برتن ہاتھوں میں لئے آنکلیں اور آپ کو دینی ضرورت کے لئے ایک بڑا اہم مضمون لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ میں اتفاقاً جا نکلا۔ کیا دیکھتا ہوں حضرت کمربستہ اور مستعد کھڑے ہیں۔ جیسے کوئی یورپین اپنی دنیوی ڈیوٹی پر چست اور ہوشیار کھڑا ہوتا ہے اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں اور کوئی تین گھنٹے تک یہی بازار لگا رہا اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد میں نے عرض کیا۔ حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اللہ اللہ کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں کہ **یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے**۔ یہ مسکین لوگ ہیں۔ یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آجاتی ہیں اور فرمایا **یہ بڑے ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پروا نہ ہونا چاہئے**"۔

(حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ سیرت مسیح موعود صفحہ ۲۰، ۲۱۔ مطبع سٹیم پریس قادیان۔ بار سوم ۲۱/اپریل ۱۹۳۵ء پرنٹر چوہدری اللہ بخش)

ایک عظیم روحانی راہنما ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ایک حاذق طبیب بھی تھے۔ آپ نے علم ادیان کے اسرار و رموز سے پردہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ علم الابدان کے بارہ میں بھی ماہرانہ ہدایات و نصائح فرمائی ہیں جس کی ایک جھلک درج ذیل اقتباسات میں پیش کی جارہی ہے۔

☆......☆......☆

خدا کا خانہ خالی رکھو

طاعون اور ہیضہ وغیرہ وباؤں کا ذکر تھا فرمایا:

"بدقسمت ہے وہ انسان کہ ان بلاؤں سے بچنے کے واسطے سائنس، طبعی یا ڈاکٹروں وغیرہ کی طرف توجہ کر کے سامان تلاش کرتا ہے اور خوش قسمت ہے وہ جو خدا تعالیٰ کی پناہ لیتا ہے اور کون ہے جو بجز خدا تعالیٰ کے ان آفات سے پناہ دے سکتا ہو؟ اصل میں یہ لوگ جو فلسفی طبع یا سائنس کے دلدادہ ہیں ایسی مشکلات کے وقت ایک قسم کی تسلی اور اطمینان پانے کے واسطے بعض دلائل تلاش کر لیتے ہیں اور اس طرح سے ان وباؤں کے اصل بواعث اور اغراض سے محروم رہ جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے پھر بھی غافل ہی رہتے ہیں۔ **ہماری جماعت کے ڈاکٹروں سے میں چاہتا ہوں کہ ایسے معاملات میں اپنے ہی علم کو کافی نہ سمجھیں بلکہ خدا کا خانہ بھی خالی رکھیں اور قطعی فیصلے اور یقینی رائے کا اظہار نہ کر دیا کریں** کیونکہ اکثر ایسا تجربہ میں آیا ہے کہ بعض ایسے مریض ہیں جن کے حق میں ڈاکٹروں نے متفقہ طور سے قطعی اور یقینی حکم موت کا لگا دیا ہوتا ہے ان کے واسطے خدا کچھ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ وہ بچ جاتے ہیں۔ اور بعض ایسے لوگوں کی نسبت جو کہ اچھے بھلے اور بظاہر ڈاکٹروں کے نزدیک ان کی موت کے کوئی آثار نہیں نظر آتے خدا قبل از وقت ان کی موت کی نسبت کسی مومن کو اطلاع دیتا ہے۔ اب اگرچہ ڈاکٹروں کے نزدیک اس کا خاتمہ نہیں مگر خدا کے نزدیک اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آجاتا ہے۔

علم طب یونانیوں سے مسلمانوں کے ہاتھ آیا مگر مسلمان چونکہ موحد اور خدا پرست قوم تھی انہوں نے اسی واسطے اپنے نسخوں پر ھوالشافی لکھنا شروع کر دیا۔ ہم نے اطباء کے حالات پڑھے ہیں۔ **علاج الامراض میں مشکل امر تشخیص کو لکھا ہے**۔ پس جو شخص تشخیص مرض میں ہی غلطی کرے گا وہ علاج میں بھی غلطی کرے گا کیونکہ بعض امراض ایسے اَدَق اور باریک ہوتے ہیں کہ انسان ان کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ پس مسلمان اطباء نے ایسی دقتوں کے واسطے لکھا ہے کہ دعاؤں سے کام لے۔ **مریض سے سچی ہمدردی اور اخلاص کی وجہ سے اگر انسان پوری توجہ اور درد دل سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر مرض کی اصلیت کھول دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی غیب مخفی نہیں۔**

پس یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ سے الگ ہو کر صرف اپنے علم اور تجربہ کی بنا پر جتنا بڑا دعویٰ کرے گا اتنی ہی بڑی شکست کھائے گا۔ مسلمانوں کو توحید کا فخر ہے۔ توحید سے مراد صرف زبانی توحید کا اقرار نہیں بلکہ اصل یہ ہے کہ عملی رنگ میں حقیقتاً اپنے کاروبار میں اس امر کا ثبوت دے دو کہ واقعی تم موحد ہو اور توحید ہی تمہارا شیوہ ہے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ ہر ایک امر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس واسطے خوشی کے وقت الحمدُللہ اور غمی اور ماتم کے وقت اِنّا لِلہ کہہ کر ثابت کرتا ہے کہ واقع میں اس کا ہر کام میں مرجع صرف خدا ہی ہے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ سے الگ ہو کر زندگی کا کوئی حظ اٹھانا چاہتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ ان کی زندگی بہت ہی تلخ ہے کیونکہ حقیقی تسلی اور اطمینان بجز خدا میں محو ہونے اور خدا کو ہی ہر کام کا مرجع ہونے کے حاصل ہو سکتا ہی نہیں۔ ایسے لوگوں کی زندگی تو بہائم کی زندگی ہوتی ہے اور وہ تسلی یافتہ نہیں ہو سکتے۔ حقیقی راحت اور تسلی انہیں لوگوں کو دی جاتی ہے جو خدا سے الگ نہیں ہوتے اور خدا تعالیٰ سے ہر وقت دل ہی دل میں دعائیں کرتے رہتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد پنجم طبع جدید۔ صفحہ ۶۱۲، ۶۱۳)

☆......☆......☆

طبیب اپنے بیماروں کے واسطے دعا کریں

فرمایا:

"طبیب کے واسطے بھی مناسب ہے کہ اپنے بیمار کے واسطے دعا کیا کرے۔ سب ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کو حرام نہیں کیا کہ تم حیلہ کرو۔ اس واسطے علاج کرنا اور اپنے ضروری کاموں میں تدابیر کرنا ضروری امر ہے لیکن یاد رکھو کہ مؤثرِ حقیقی خدا تعالیٰ ہی ہے۔ اسی کے فضل سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ بیماری کے وقت چاہئے کہ انسان دوا بھی کرے اور دعا بھی کرے۔ بعض وقت اللہ تعالیٰ مناسب حال دوائی بھی بذریعہ الہام یا خواب بتلا دیتا ہے اور اس طرح دعا کرنے والا طبیب علم طب پر ایک بڑا احسان کرتا ہے۔ کئی دفعہ اللہ تعالیٰ ہم کو بعض بیماریوں کے متعلق بذریعہ الہام کے علاج بتا دیتا ہے۔ یہ اس کا فضل ہے"۔

(ملفوظات جلد ۵، طبع جدید صفحہ ۵۳، ۵۴)

☆......☆......☆

دعا کے نتیجہ میں امراض سے شفا

فرمایا کہ:

"بیماریوں میں جہاں قضا مبرم ہوتی ہے وہاں تو کسی کی پیش ہی نہیں جاتی اور جہاں ایسی نہیں وہاں البتہ بہت سی دعاؤں اور توجہ سے اللہ تعالیٰ جواب بھی دے دیتا ہے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مشابہ مبرم ہوتی ہے اس کے ٹلا دینے پر بھی خدا تعالیٰ قادر ہے۔ یہ حالت ایسی خطرناک ہوتی ہے کہ تحقیقات بھی کام نہیں دیتیں اور ڈاکٹر بھی لاعلاج بتا دیتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے فضل کی یہ علامت ہوتی ہے کہ بہتر سامان پیدا ہو جاویں اور حالت دن بدن اچھی ہوتی جاوے ورنہ بصورت دیگر حالت مریض کی دن بدن ردی ہوتی جاتی ہے اور سامان ہی کچھ ایسے پیدا ہونے لگتے ہیں کہ

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اکثر ایسے مریض جن کے لئے ڈاکٹر بھی فتویٰ دے چکتے ہیں اور کوئی سامان ظاہری زندگی کے نظر نہیں آتے۔ ان کے واسطے دعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو معجزانہ رنگ میں شفا اور زندگی عطا کرتا ہے گویا کہ مردہ زندہ ہونے والی بات ہوتی ہے"۔

(ملفوظات جلد ۵ طبع جدید ص ۵۳۷)

☆......☆......☆

معالج کے لئے ضروری صفات

ایک صاحب گھر میں آئے۔ طب کا ذکر شروع ہوا۔ فرمایا کہ:

"طبیب میں علاوہ علم کے جو اس کے پیشہ کے متعلق ہے ایک صفت نیکی اور تقویٰ بھی ہونی چاہئے ورنہ اس کے بغیر کچھ کام نہیں چلتا۔ ہمارے پچھلے لوگوں میں اس کا خیال تھا۔ اور لکھتے ہیں کہ جب نبض پر ہاتھ رکھے تو یہ بھی کہے "سُبْحَانَكَ لَاعِلْمَ لَنَا اِلاَّ مَا عَلَّمْتَنَا"۔ (البقرۃ:۳۳) یعنی اے خداوند بزرگ ہمیں کچھ علم نہیں مگر وہ جو تو نے سکھلایا۔

(ملفوظات جلد ۵، طبع جدید ص ۱۸۱)

☆......☆......☆

ہمدردی اور احتیاط

سوال ہوا کہ طاعون کا اثر ایک دوسرے پر پڑتا ہے ایسی صورت میں طبیب کے واسطے کیا حکم ہے۔ فرمایا:

"طبیب اور ڈاکٹر کو چاہئے کہ وہ علاج معالجہ کرے اور ہمدردی دکھائے لیکن اپنا بچاؤ رکھے۔ بیمار کے بہت قریب جانا اور مکان کے اندر جانا اس کے واسطے ضروری نہیں ہے وہ حال معلوم کر کے مشورہ دے۔ ایسا ہی خدمت کرنے والوں کے واسطے بھی

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

خلافت حقّہ کا عالی مقام و مرتبہ

(حضرت خلیفة المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات کی روشنی میں)

(محمود مجیب اصغر)

خلیفہ خدا بناتا ہے

حضرت خلیفة المسیح الاولؓ نے فرمایا:

"چونکہ خلافت کا انتخاب عقل انسانی کا کام نہیں۔ عقل نہیں تجویز کر سکتی کہ کس کے قویٰ قوی ہیں۔ کس میں قوت انتظامیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے اس لئے جناب الٰہی نے خود فیصلہ کر دیا: وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الاَرْض .... الخ".

(سورة نور آیت ٥٦)

☆......"خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے"۔

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ٢٢٥)

☆......"خلیفہ کا بنانا خدا کے اختیار میں ہے اور میں اس امر میں خود گواہ ہوں کہ خلافت خدا کے فضل سے ملتی ہے"۔

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ٢٢٥)

☆......"میں نے پہلے بتلایا ہے کہ زمانوں کی ضرورت کے لحاظ سے خلیفہ بنانے کا خداتعالیٰ کا وعدہ ہے اور وہ خلیفہ دلائل سے نہیں، آدمیوں کے انتخاب سے نہیں بلکہ خداتعالیٰ ہی کی تائید اور نصرت اور طاقت سے بنیں گے"۔

(الحکم ٣ مارچ ١٨٩٩ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ٢٣٠)

☆......"سنو میرا صدیق اکبر کی نسبت یہی عقیدہ ہے کہ سقیفہ بن ساعدہ نے خلیفہ بنایا، نہ اس وقت منبر پر لوگوں نے بیعت کی، نہ اجماع نے خلیفہ بنایا بلکہ خدا نے بنایا۔ خدا نے چار جگہ قرآن میں خلافت کا ذکر کیا ہے اور چار بار اپنی طرف اس کی نسبت کی ہے۔

١۔ حضرت آدمؑ کے بارہ میں فرمایا اِنِّی جَاعِلٌ فِی الاَرْضِ خَلِیْفَةً۔ (بقرہ: ٣١)

٢۔ پھر حضرت داوٗدؑ کی نسبت ارشاد کیا یا دَاوٗد اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیفَةً فِی الاَرْض (البقرہ صٓ ٢٧)

٣۔ پھر صحابہ کرام کے لئے فرمایا لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الاَرْضَ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِینَ مِن قَبْلِھِم۔ (النور۔٥٦)

٤۔ پھر سب کے لئے فرمایا جَعَلْنٰکُم خَلٰٓئِفَ فِی الاَرْض۔ (یونس۔ ١٥)

پس میں بھی خلیفہ ہوا تو مجھے خدا نے بنایا اور اللہ کے فضل سے ہی ہوا جو کچھ ہوا اور اس کی طاقت کے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا...... تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے۔ اتفاق بڑی نعمت ہے اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دیا جو شیرازۂ وحدت قائم رکھے جاتا ہے وہ نہ تو جوان ہے اور نہ اس کے علوم میں اتنی وسعت جتنی اس زمانہ میں چاہئے لیکن خدا نے تو موسیٰؑ کے عصا سے جو لکڑی تھی اتنا کام لیا تھا کہ فرعونیت کا قلع قمع ہو گیا اور میں تو اللہ کے فضل سے انسان ہوں۔ پس کیا عجب ہے کہ خدا مجھ سے یہ کام لے لے۔ تم اختلاف اور تفرقہ اندازی سے بچو۔ نکتہ چینی میں حد سے بڑھ جانا بڑا خطرناک ہے۔ اللہ سے ڈرو! اللہ کی توفیق سے سب کچھ ہو گا"۔

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ٦٧)

خلیفہ ہمیشہ ایک وجود ہوتا ہے

ایک موقع پر فرمایا: "أبشراً مناً واحداً نتّبعه" (القمر۔ ٢٥)۔ امام ایک ہی ہونا چاہئے تاکہ وحدت قائم رہے۔ اس زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہیں جو ایک کی اطاعت کو گمراہی اور معصیت کا موجب سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ ایسے خیالات کے لوگوں کے لئے یہ آیت غور طلب ہے۔ خدا جسے خلیفہ مقرر کرتا ہے اسے اپنی جناب سے مؤید و منصور کرتا ہے۔ خدا اُسے ایسی غلطی میں نہیں ڈالتا جس سے قوم تباہ ہو۔ خلیفہ اللہ ہی بناتا ہے۔ میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا"۔

(بحوالہ بدر ١٣۔ ٢٠ مئی ١٩٩٣ء)

اسی طرح فرمایا:

"میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفہ المسیح قرار دیا ہے اور ان کی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی قرار فرمایا۔ اب دیکھو انہی متقیوں نے (جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کے لئے منتخب فرمایا) اپنی تقویٰ کی رائے سے اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزارہا لوگوں کو اس کشتی پر چڑھایا جس پر وہ خود سوار ہوئے تو کیا خداتعالیٰ ساری قوم کا بیڑہ غرق کر دے گا؟ ہرگز نہیں۔ تو کان کھول کر سنو اگر اب معاہدہ کے خلاف کرو گے تو اعقبھم نفاقاً فی قلو بھم۔ (توبہ آیت ٧٧) کے مصداق بنو گے۔ میں نے تمہیں یہ کیوں سنایا اس لئے کہ تم میں بعض نافہم ہیں جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں"۔

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ٣٨١)

برکاتِ خلافت

فرمایا۔ "جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہوتا ہے اس سے بڑھ کر دوسرا اس منصب کے سزاوار اس وقت ہرگز نہیں ہوتا۔ کیسی آسان بات تھی کہ خداتعالیٰ جس کو چاہے مصلح مقرر کر دے۔ پھر جن لوگوں نے خدا کے ان مامور کردہ منتخب بندوں سے تعلق پیدا کیا انہوں نے دیکھ لیا کہ ان کی پاک صحبت میں ایک پاک تبدیلی اندر ہی اندر شروع ہو جاتی ہے اور خداتعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط اور مستحکم کرنے کی آرزو پیدا ہونے لگتی ہے"

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ٢٢٦)

خلیفہ کی اطاعت کی اہمیت

فرمایا: "سجدہ کا لفظ عرب لغت میں انقیاد اور فرمانبرداری کے معنے دیتا ہے......... الٰہی خلفاء کی اطاعت و انقیاد و فرمانبرادری سیاست و تمدّن کا اعلیٰ اور ضروری مسئلہ ہے بلکہ ان کی فرمانبرداری خود الٰہی فرماں برداری ہے قرآن میں ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ (نساء۔٨١) اور فرمایا اطیعواللہ و اطیعو الرسول و اولی الا مر منکم (نساء٦٠)۔ ......انگریزی زبان میں ورشپ (worship) کا لفظ کسی قدر وسیع اور روزمرہ کی بول چال میں آتا ہے حتیٰ کہ ججوں کو ہز ورشپ (His Worship) کہا جاتا ہے۔ اس کے سوا اور کیا ہیں کہ وہ قابل اطاعت شخص ہیں"۔

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ٤٨٢ تا ٤٨٣)

☆...... ایک اور موقع پر خلیفہ کی اطاعت کے مضمون کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

"ایک خلیفہ آدم تھا اس کی نسبت فرمایا "اِنِّی جَاعِلٌ فِی الاَرْضِ خَلِیْفَة۔ (البقرہ : ٣١)۔ اب خود ہی اس کے بارے میں ارشاد ہے عَصٰی آدَمَ رَبَّہٗ فَغَوٰی (طٰہٰ:١٢٢)۔ لیکن جب فرشتوں نے کہا "مَنْ یُّفْسِدُ فِیھا وَ یَسْفِکُ الدِّمَآ ءَ وَ نَحْنُ نُسَبِّح بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ (البقرہ : ٣١)۔ تو ان کو ڈانٹ پلائی کہ تم کون ہوتے ہو ایسا کہنے والے۔ پس اسْجدُوا لِاٰدم (الا عراف : ١٢) آدم کو سجدہ کرو۔ چنانچہ اس کو ہی کرنا پڑا۔ دیکھو خود تو عاصی اور غوی تک کہہ لیا مگر فرشتوں نے چوں کی تو اس کو ناپسند فرمایا۔

میں نے کسی زمانہ میں تحقیقات کی ہیں کہ نبی کے لئے لازمی نہیں کہ اس کے لئے پیشگوئی ہو اور خلیفہ کے لئے تو بالکل ہی لازم نہیں۔ دیکھو آدمؑ، پھر داوٗدؑ کے لئے کیا کیا مشکلات پیش آئے۔ میں اس قسم کا قصہ گو واعظ نہیں کہ تمہیں عجیب عجیب قصے ان کے متعلق سناؤں مگر فَاستَغْفَرَ رَبَّہٗ وَ خَرَّرَاکِعاً وَّ اَنَاب (صٓ: ٢٥) سے تو یہ پایا جاتا ہے کہ کچھ نہ کچھ تو تھا جس کے لئے یہ الفاظ آئے۔ تیسرا خلیفہ ابو بکرؓ ہے۔ اس کے مقابلہ میں شیعہ جو اعتراض کرتے ہیں وہ اتنے ہیں کہ تیرہ سو برس گزر گئے مگر وہ اعتراض ختم ہونے میں نہیں آئے۔ ابھی ایک کتاب میں نے منگوائی ہے جس کے ٧٤٠ صفحات میرے پاس پہنچے ہیں۔ اس میں صرف اتنی بات پر بحث ہے کہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بہتر ہے یا ابو بکرؓ؟ پھر شیعہ کہتے ہیں کہ ان کے متعلق نبی کریم ﷺ نے کچھ پیشگوئی نہ فرمائی۔ چوتھا خلیفہ تم سب ہو۔ چنانچہ خداتعالیٰ نے فرمایا ثُمَّ جَعَلْنٰکُم خَلٰٓئِفَ فِی الاَرْض (یونس : ١٥)۔ اگلی قوموں کو ہلاک کر کے تم کو ان کا خلیفہ بنا دیا۔ لننظر کَیفَ تَعمَلون۔ (یونس:١٥)۔ اب دیکھتے ہیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟ چار کا ذکر تو ہو چکا۔ اب میں تمہارا خلیفہ ہوں۔ اگر کوئی کہے کہ الوصیت میں حضرت صاحب نے نورالدین کا ذکر نہیں کیا تو ہم کہتے ہیں کہ ایسا ہی آدمؑ اور ابو بکرؓ کا ذکر بھی پہلی پیشگوئی میں نہیں"۔ (حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ ١٢٦۔١٢٧)

خلیفہ کی شانِ غنا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر ساری جماعت احمدیہ کی طرف سے خلافت کے لئے اوّل المھاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نورالدین صاحب کی خدمت میں جب خلافت کی بیعت لینے کی درخواست کی گئی تو آپ نے فرمایا:

"میری پچھلی زندگی پر غور کر لو میں کبھی امام بننے کا خواہش مند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم صاحب امام الصلوٰة بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔ میں دنیا میں ظاہر داری کا خواہش مند نہیں۔ میں ہرگز ایسی باتوں کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں۔ قادیان بھی اسی لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔

میں نے اسی فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہو گی۔ اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں اوّل میاں محمود احمد، وہ میرا بھائی بھی ہے اور میرا بیٹا بھی اسی کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ قرابت کے لحاظ سے میر ناصر نواب صاحب ہمارے اور حضرت کے ادب کا مقام ہیں۔ تیسرے قریبی نواب محمدؐ علی خان صاحب ہیں۔ اور اسی طرح خدمت گزارانِ دین میں سے........... اور بھی کئی اصحاب ہیں۔ پس میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جن عمائد کا نام لیا ہے ان میں سے کوئی منتخب کر لو۔ میں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں۔

اگر میری ہی بیعت کرنا چاہتے ہو تو سن لو بیعت بک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے مجھے اشارتاً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔ سو اس کے بعد میری ساری عزّت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہو گیا اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ....اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہو گی۔ اگر یہ بات منظور ہو تو اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں۔ ان میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور زکوٰة کا انتظام کرنے، واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں۔ پھر دینیات، دینی مدرسے کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہو گی اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا وَلتَکُن مِّنْکُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُونَ اِلَی الخَیر (آل عمران : ١٠٥)۔ یاد رکھو ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس کا

باقی صفحہ نمبر ٨ پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کا تفصیلی ذکر خیر اسی کالم میں (۴؍ستمبر ۹۸ء کی اشاعت میں) کیا جاچکا ہے۔ اب ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا اکتوبر ۹۸ء میں مکرم مولانا محمد طارق اسلام صاحب کے قلم سے ایک مضمون شامل اشاعت ہے جو مکرم مولانا سلطان احمد صاحب کی ایک تصنیف کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔ اس مضمون میں بیان شدہ آپؓ کی سیرۃ کے بعض واقعات ذیل میں پیش ہیں۔

حضرت مولوی روشن علی صاحبؓ صاحبِ الہام و کشوف تھے۔ آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنے خاندان کی حالت پر غور کیا کہ اگرچہ ہمارے آباءواجداد محبت الٰہی میں فنا تھے مگر اب اُنکی اولاد دنیا کی طرف مائل ہوچکی ہے، تو میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا اور اُس نے اپنے الہام اور کشوف کے ذریعہ مجھ پر یہ امر کھولا کہ اس وقت حقیقی صوفی مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ میں نے آپؑ کے قبول کرنے میں کوئی پس و پیش نہ کیا اور اپنا سب کچھ اس چشمۂ ہدایت کیلئے قربان کردیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ایک بار فرمایا:- "حافظ روشن علی نے میری تقریر ہوتے ہوئے آسمانی کھانا کھالیا تھا۔ بیداری میں کباب اور پراٹھے کھاتا رہا"۔ بعد میں حضرت حافظ صاحبؓ نے بتایا کہ ایک دن میں نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ سبق کے انتظار میں کھانے کا وقت گزر گیا اور ہمارا حدیث کا سبق شروع ہوگیا۔ میں اپنی بھوک کی پروانہ کرکے سبق میں مصروف ہوگیا کہ یکایک سبق کا آواز مدھم ہوتا گیا۔ میرے کان اور آنکھیں باوجود بیداری کے سننے اور دیکھنے سے رہ گئے۔ اس حالت میں میرے سامنے کسی نے تازہ بتازہ تیار کئے ہوئے پراٹھے اور بھنا ہوا گوشت لا رکھا۔ میں خوب مزے لے لے کر کھا گیا۔ جب سیر ہوگیا تو میری یہ حالت منتقل ہوگئی اور پھر مجھے سبق کا آواز سنائی دینے لگ گیا مگر اس وقت تک بھی میرے منہ میں کھانے کی لذّت موجود تھی اور میرے پیٹ میں سیری کا احساس تھا حالانکہ نہ میں کہیں گیا اور نہ کسی نے مجھے کھاتے دیکھا۔

حضرت مولوی صاحبؓ کی وفات پر حضرت مصلح موعودؓ نے آپؓ کو "قابل قدر دوست"، "زبردست حامی اسلام"، "عبدالکریم ثانی" اور "معزز اور پیارے بھائی' کے خطابات سے نوازا اور آپؓ کی وفات کو قومی نقصان قرار دیتے ہوئے تمام دنیا کی احمدی جماعتوں کو آپؓ کا جنازہ غائب پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ نیز فرمایا: "حافظ صاحبؓ نہایت ہی مخلص اور بےنفس انسان تھے۔ میں نے اُن کے اندر وہ روح دیکھی جسے اپنی جماعت میں پیدا کرنے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خواہش تھی ...... میں سمجھتا ہوں ایسے ہی لوگوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ اگر مجھے چالیس مومن میسر آجائیں تو میں ساری دنیا کو فتح کرلوں"۔

حضرت حافظ صاحبؓ روایات کے بیان میں بہت محتاط تھے اور آپؓ سے زیادہ روایات مروی نہیں ہیں۔ ایک بار آپؓ نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ ہمیشہ جماعت کے ساتھ ہی نماز پڑھتے تھے، کمزوری کی حالت میں بیٹھ کر اور آگے پیچھے تکیے رکھ کر نماز پڑھتے تھے لیکن جماعت سے ہی پڑھتے تھے۔ جب آپؑ سے کسی نے باجماعت نماز کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ ایاك نعبد سے تو جماعت ہی معلوم ہوتی ہے، اکیلا تو ہے ہی نہیں۔

آپؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے پوچھے کہ تُو کیا چاہتا ہے تو میں عرض کروں کہ مولا میں چاہتا ہوں کہ ایک حجرہ ہو اور تیرا خیال ہو۔

حضرت مولوی صاحبؓ صرف ۴۵، ۴۶ سال کی عمر میں ۲۳؍جون ۲۹ء کو وفات پاگئے۔

......☆......☆......☆......

محترم مولانا ناصرالدین عبداللہ صاحب

روزنامہ "الفضل" ۷؍اکتوبر ۹۸ء میں مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب رقمطراز ہیں کہ میں اکثر بنارس جایا کرتا تھا جہاں کی ایک مسجد کے حجرے میں مولانا ناصرالدین عبداللہ صاحب مقیم تھے اور سنسکرت کی تعلیم حاصل کررہے تھے۔ وہ بنارس کی جماعت کیلئے مربی کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے۔ دبلے پتلے چھریرے بدن کے ایک نحیف الجثہ نوجوان تھے جنہیں حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت پر یہاں بھجوایا گیا تھا۔ پھر انہوں نے سنسکرت کا اعلیٰ امتحان "کاویدیہ تیرتھ" پاس کیا اور کلکتہ یونیورسٹی میں اول آئے۔ اُس وقت سنسکرت کالج بنارس کے پرنسپل رودردیو شاستری تھے جن کا میلان پہلے ہی سے احمدیت کی طرف تھا۔ چنانچہ مولانا صاحب کو غیر متوقع طور پر سنسکرت کالج میں داخلہ مل گیا اور ۳۵ روپے ماہوار وظیفہ بھی جاری ہوگیا۔ شاستری صاحب بعد ازاں بشرح صدر مسلمان ہوکر اپنے دو بیٹوں کے ہمراہ قادیان آگئے تھے۔

مضمون نگار مزید بیان کرتے ہیں کہ مولانا صاحب ایسے ہونہار طالبعلم ثابت ہوئے کہ ہندو طلبہ بھی آپ کا احترام کرتے تھے۔ میں اکثر اُن کے ساتھ ہندوؤں کے محلوں میں جاتا تو لوگ دونوں ہاتھ بلند کرکے "مہاراج پالاگن" کا نعرہ بلند کرتے۔ مولانا صاحب نے نہ صرف ویدوں کو ہی سبقاً سبقاً پڑھا تھا بلکہ ویدوں کی ڈکشنری بھی (جو ویدوں کی زبان سے بھی مشکل مانی جاتی ہے) مطالعہ کی تھی۔ اُن کی کتاب "آسمانی پرکاش" میں، جس کا پہلا نام 'حق پرکاش' رکھا گیا تھا، ستیارتھ پرکاش میں دیانند سرسوتی کی طرف سے اسلام اور آنحضرت ﷺ پر کئے گئے تمام اعتراضات کا جواب موجود تھا۔

مولانا ناصرالدین صاحب ایک بار بہت بیمار ہوگئے۔ آپ کو دودھ ہضم نہیں ہوتا تھا بلکہ بیماری کی نوعیت کے لحاظ سے مضر تھا۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ ہاتھ میں دودھ کا گلاس لئے ہوئے تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں لو یہ دودھ پی لو۔ آپ نے عرض کی دودھ تو مجھے ہضم نہیں ہوتا۔ حضورؓ نے فرمایا اب ہضم ہوجائے گا۔ آپ نے خواب میں ہی گلاس لے کر دودھ پی لیا۔ صبح اٹھے تو دودھ کی طلب ہوئی۔ نرس سے دودھ لانے کو کہا تو وہ ڈاکٹر کو بلالائی۔ آپ نے ڈاکٹر کو اپنی خواب سنا کر کہا کہ میں اپنی ذمہ داری پر دودھ پیتا ہوں۔ آپ کے اصرار پر ڈاکٹر نے اجازت دے دی اور مولوی صاحب نے پورا گلاس پی لیا۔ پھر دودھ آپ کو ہضم ہونے لگا اور چند روز میں آپ صحتیاب ہوگئے۔

......☆......☆......☆......

خدمتِ دین کے ساٹھ سال

محترم مولوی محمد صدیق صاحب سابق انچارج خلافت لائبریری ربوہ ۱۵؍جولائی ۹۸ء کو اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۴؍اکتوبر ۹۸ء میں اُن انعامات خداوندی پر اظہار تشکر پیش کرتے ہیں جو خدمت دین کی توفیق پانے کی صورت میں آپ پر نازل ہوتے رہے۔

محترم چوذھری صاحب دسمبر ۱۹۱۵ء میں ضلع ہوشیارپور کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم چودھری عبدالرزاق صاحب بھٹی جون ۱۹۱۸ء میں مکان کی چھت گرنے سے فوت ہوگئے۔ انہوں نے ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریری بیعت کی تھی۔ بیعت سے قبل بھی وہ بہت عابد و زاہد تھے اور مختلف عبادات اور چلہ کشی کرتے رہتے تھے۔ آپکے نانا حضرت منشی محمد وزیرالدین صاحبؓ ہیڈماسٹر (مکیریاں ضلع ہوشیارپور) کو ۳۱۳؍اصحاب میں شمولیت کا شرف حاصل تھا۔ ۱۹۰۴ء میں زلزلہ کانگڑہ کے موقع پر زلزلہ سے چند لمحات پہلے الٰہی بشارت کے تحت اپنے سکول کے بورڈنگ کے سارے طلبہ کو باہر نکال لیا۔ آپؓ ۱۸۹۲ء کے جلسہ سالانہ میں اپنے خاندان کے افراد سمیت شامل ہوئے تھے اور آپکی ساری اولاد بھی صحابہؓ کرام میں شامل تھی۔

محترم چودھری محمد صدیق صاحب پرائمری تک اپنے گاؤں میں تعلیم پانے کے بعد ۱۹۲۶ء میں اپنے بڑے بھائی محترم چودھری محمد شریف صاحب (سابق مربی بلاد عربیہ و گیمبیا) کے پاس قادیان آگئے جو اُن دنوں مدرسہ احمدیہ کے طالبعلم تھے۔ آپ بھی مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوگئے اور ۳۵ء میں پنجاب یونیورسٹی کے مولوی فاضل کے امتحان میں سوم آئے۔ اس دوران ۳۱ء میں جب حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی زیر نگرانی حضرت مصلح موعودؓ نے احمدیہ کور قائم فرمائی تو آپ اس میں بھی شامل ہوئے۔ ۱۹۳۴ء میں جب نیشنل لیگ کور قائم ہوئی تو آپ کو اپنے محلّہ کے نوجوانوں کے کمانڈر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق عطا ہوئی۔ ۳۴ء سے ۴۶ء تک مجلس شوریٰ کے موقع پر حفاظت خاص میں ڈیوٹی دی اور "لوائے احمدیت" کی حفاظت کے لئے بھی ڈیوٹی ادا کرنے کی توفیق پائی۔ ۳۸ء میں مربیان کلاس کا امتحان دے کر اپنی زندگی خدمت دین کیلئے وقف کردی اور دارالواقفین میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اسی سال 'خدام الاحمدیہ' قائم ہوئی اور آپ کو اس کے ابتدائی ممبران میں شامل ہونے اور بعد میں مختلف حیثیتوں میں (مثلاً معتمد، قائمقام نائب صدر اور ایڈیٹر 'خالد') خدمت کی توفیق عطا ہوئی۔ مرکزی ہدایت کے تحت ۴۳ء سے ۴۷ء تک دینی تعلیم کے حصول کیلئے دیوبند، دہلی اور لاہور میں مقیم رہے۔ پھر حفاظت مرکز قادیان کے تحت خدمت کا موقعہ ملا اور اگست ۴۷ء میں پاکستان آگئے۔ جب پاکستان میں حضرت مصلح موعودؓ نے صدر انجمن احمدیہ کا قیام فرمایا تو آپ کو بھی رکن نامزد فرمایا۔ ۴۸ء میں فرقان بٹالین کے قیام پر بھی خدمت بجالائے اور اکتوبر ۴۸ء میں ربوہ کے افتتاح کے لئے پہلی رات خیموں میں بسر کرنے کی سعادت بھی آپ کے حصہ میں آئی اور اس موقع پر ربوہ کے چاروں کونوں میں بکرے صدقہ کئے گئے تو ایک بکرا آپ نے ذبح کیا۔ دسمبر ۴۸ء سے جون ۵۰ء تک فرقان بٹالین کے ساتھ کشمیر میں رہے۔ جس کے بعد جامعۃ المبشرین میں تقرر ہوا اور ۵۲ء میں خلافت لائبریری کا انچارج بنائے گئے۔ ۵۳ء میں فسادات پنجاب کی تحقیقات کے لئے جب کمیشن قائم ہوا تو احمدی وکلاء کو متعلقہ مواد مہیا کرنے کی ذمہ داری آپ نے ادا کی۔ ۶۰ء میں آپ نے B.A. کرکے پھر لائبریری سائنس میں ڈپلومہ بھی پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کیا۔ ۶۴ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں پہلی M.A. عربی کی کلاس میں پہلی پوزیشن اور کالج کی طرف سے رول آف آنر کے اعزاز کے مستحق قرار دیئے گئے۔ ۶۵ء میں M.O.L. کی ڈگری حاصل کی۔

محترم چودھری صاحب ۵۲ء سے ۸۳ء تک صدر محلّہ اور ۵۶ء سے ۷۳ء تک صدر عمومی کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ۸۴ء میں شرعی عدالت میں مقدمہ کے دوران احمدی وکلاء کو مواد مہیا کرنے کیلئے خدمت بجالانے کی توفیق بھی ملی۔ ۵۲ء سے ۸۳ء تک جلسہ سالانہ کے ناظم تصدیق پرچی خوراک رہے۔ ۹۲ء سے تاحال نائب افسر جلسہ سالانہ کے طور پر خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

......☆......☆......☆......

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

21/05/99 - 27/05/99

Please Note that programme and timings may change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 21st May 1999
5th Safer 1420

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40	Children's Corner: Quran Pronunciation Lesson No. 29
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No. 133 Rec: 29.02.96 (R)
02.10	From The Archives: Q/A with Huzoor Rec: 26.04.85 Final Part
03.25	Urdu Class with Huzur (R) No.439
04.30	Learning Arabic: Lesson No.41 (R)
04.50	Homeopathy Class: Lesson No.34 Rec: 22.08.94
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45	Children's Corner: Quran Pronunciation
07.30	Saraiky Programme: Tarjumatul Quran Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec. 10.11.94
08.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.133 (R)
09.50	Urdu Class: Lesson No.439 (R)
10.55	Indonesian Service: Tilwat, Hadith
11.25	Bengali Service: " Khataman Nabiyeen"
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50	Darood Shareef
13.00	Friday Sermon: From Germany by Huzoor Rec:14.05.99
14.00	Documentary: On Cholistan
14.15	Rencontre Avec Les Francophones: Rec: 17.11.97
15.30	Friday Sermon: Rec: 14.05.99(R)
16.30	Children's Corner: Let's Learn Salat, Lesson No. 10
16.55	German Service: "Quran and Bibel" more..
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.25	Urdu Class: with Huzoor Lesson No. 440
19.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.134 Rec: 05.03.96
20.40	MTA Belgium: Children's Class, No.32
21.10	Medical Matters: "Heart Diseases"
21.55	Friday Sermon: From Germany, by Huzoor Rec: 21.05.99
22.55	Rencontre Avec Les Francophones (R)

Saturday 22nd May 1999
6th Safer 1420

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40	Children's Corner: Let's Learn Salat Pt10
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No. 134 (R)
02.10	Friday Sermon: From Germany, (21.05.99)
03.10	Urdu Class: Lesson No. 440 (R)
04.20	Computers for Everyone: Part 111 (R)
04.55	Rencontre Avec Les Francophones (R)
06.05	Tilwat, Dars ul Hadith, News
06.55	Children's Corner: Let's Learn Salat Pt10
07.20	MTA Mauritius: Children Class Maurice
08.00	Medical Matters: "Heart Disease"
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No. 134
09.50	Urdu Class: Lesson No. 440
10.54	Indonesian Service: Tilawat, Cooking,.....
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Danish: Lesson No. 24
13.00	Interview : Abdul Ghaffar Dar Sb, Pt1
13.40	MTA Variety: An Exhibition
13.40	Bengali Service: Blessing Of Namaz, More..
15.00	Children's Class: with Huzoor
16.20	Children's Corner: Quran Quiz Pt 51
16.35	Hikayat e Shereen: Story No. 9
16.50	German Service:
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.20	Urdu Class: Class No. 441 Rec: 09.12.98
19.25	Liqa Ma'al Arab: Session No.135 Rec: 06.03.96
20.30	Al Tafseer ul Kabir: Lesson No.42
21.00	Q/A With Huzoor: from London Rec: 18.04.98
22.30	Children's Class: with Huzoor (R)
23.35	Learning Danish: Lesson No.24

Sunday 23rd May 1999
7th Safer 1420

00.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.55	Children's Corner: Quran Quiz, No.51 (R)
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.135(R)
02.15	Interview: with Abdul Ghaffar Sb, Pt1 (R)
03.10	Urdu Class: Lesson No. 441
04.10	Hikayat-e-Shireen - Story No. 9
04.25	Learning Danish: Lesson No. 24 (R)
04.50	Children's Class: with Huzoor (R)
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.55	Children's Corner: Quran Quiz, Part 51(R)
07.10	Q/A Session: with Huzoor, from London Rec: 18.04.98 (R)
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.135(R)
09.50	Urdu Class: Lesson No. 441 (R)
10.55	Indonesian Service: Homeopathic, More...
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Chinese: Lesson No. 125
13.10	Friday Sermon: Rec: 21.05.99 (R)
14.15	Bengali Service: Importance and Blessings At Initiation, More...
15.15	Mulaqat With English Speaking Friends With Huzoor, Rec: 05.11.95
16.20	Children's Class: with Huzoor Rec: 26.11.94 Part 1
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.15	Urdu Class: Lesson No. 442 Rec: 11.12.98
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.136 Rec: 07.03.96
20.50	Albanian Prog: Contemporary Issues Pt1
21.25	Dars ul Quran: No.10 Rec: 31.12.98
22.54	Mulaqat With Huzoor: Rec. 05.11.95 (R)

Monday 24th May 1999
8th Safar 1420

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.55	Children's Corner: with Huzoor, Pt1
01.20	Liqa Ma'al Arab: Session No. 136
02.25	MTA USA Production: Seerat-un-Nabi Day At Bait-ul-Rehman
03.00	Urdu Class: Lesson No. 442 (R)
04.20	Learning Chinese: Lesson No.125
04.50	Mulaqat With Huzoor: (R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.45	Children's Corner: Children's Class Pt1(R)
07.10	Dars ul Quran: Lesson No.10 (R)
08.40	Liqa Ma'al Arab Session No. 136 (R)
09.45	Urdu Class: Class No. 442
11.00	Indonesian Service: Friday Sermon Rec: 19.03.99
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Norwegian: Lesson No.17
13.10	MTA Sports: "Meerodaba"
13.55	Bangali Service: The Advent Of the Promised Messiah, More...
14.55	Homeopathy Class: Lesson No. 35 Rec: 12.09.94
15.55	Children's Corner: With Hazoor, Part 2 Rec: 26.11.94
17.00	German Service
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.25	Urdu Class: Class no. 443,
19.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.137 Rec: 12.03.96
21.10	Turkish Prog: Introduction to Ahmadiyyat Programme No.8
21.40	Rohani Khazaine
22.35	Homoeopathy Class: Lesson No.35(R)
23.35	Learning Norwegian: Lesson No.17 (R)

Tuesday 25th May 1999
9th Safar 1420

00.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
00.50	Children's Corner: Class with Huzoor (R)
01.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.137 (R)
02.30	MTA Sports: "Meerodaba"(R)
03.00	Urdu Class: Lesson No.443 (R)
04.25	Learning Norwegian: Lesson No.17 (R)
05.00	Homoeopathy Class: Lesson No. 35(R)
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
06.50	Children's Corner: Class with Huzoor (R)
07.20	Pushto Programme: Friday sermon Rec: 07.11.97
08.25	Liqa Ma'al Arab: Session No.137 (R)
09.30	Urdu Class: Lesson No.443 (R)
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Swedish: Lesson No.3
13.00	From The Archives: F/S, Rec. 31.03.89
13.40	Documentary: Handicraft Exhibition
14.00	Bengali Service
15.00	Mulaqat with Huzoor: Rec.29.12.95
16.00	Children's Corner: Quran Pronunciation
16.25	Children's Corner: Waqfeen e Nau Session
16.50	German Service:
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class: Lesson No.444
19.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.138 Rec: 13.03.96
20.50	Norwegian Service: Contemporary Issues 6
21.20	Hamari Kaenat: No.171
21.45	Mulaqat with Huzoor (R) Rec: 29.12.95
22.50	Learning Swedish: Lesson No.3 (R)
23.10	Speech: Hadhrat Haji Ghulam Ahmad(RA)

Wednesday 26th May 1999
10th Safar 1420

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News.
00.50	Children's Corner: Quran Pronunciation
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No.138 (R)
02.15	From the Archives: F/S With Hazoor(R) Rec: 31.03.89
03.00	Urdu Class: Lesson No.444(R)
04.15	Learning Swedish: Lesson No.3 (R)
04.35	Speech: Hadhrat Haji Ghulam Ahmad(RA)
04.55	Mulaqat with Huzoor (R)
06.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45	Children's Corner: Quran Pronunciation
07.05	Swahili Service: Seerat un Nabi (SAW)
08.00	Hamari Kaenat: No. 167 (R)
08.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.138 (R)
09.35	Urdu Class: Lesson No. 444 (R)
10.55	Indonesian Service: Tilawat, Poem, Riwayat, More...
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning German: Lesson No.5
13.10	Tabarukaat: Speech By Maulana Abul Ata Sahib,
14.05	Bengali Service: F/S, Rec: 05.06.98
15.10	Mulaqat with Huzoor: Rec: 05.01.96
16.10	Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar
16.55	German Service
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.20	Urdu Class: Lesson No.445
19.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.139 Rec: 14.03.96
20.35	French Program: Source de lumierè No.2
21.30	MTA Lifestyle: Al Maidah
21.35	MTA Lifestyle: Hunar 'Fancy Bed Sheet'
21.45	Correct use of English: from Pakistan No.4
22.15	Mulaqat with Huzoor: Rec: 05.01.96 (R)
23.20	Learning German: Lesson No.5 (R)

Thursday 27th May 1999
11 Safar 1420

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.35	Children's Corner: Muqabla Hifz e Ishaar
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.139 (R)
02.10	Tabarukaat: Speech (R)
03.05	Urdu Class: Lesson No.445 (R)
04.20	Learning German: Lesson No.35 (R)
04.55	Mulaqat with Huzoor: Rec: 05.01.96(R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.55	Children's Corner: Muqabla Hifz e Ishaar
07.20	Sindhi Programme: Friday Sermon, Rec: 01.08.97
08.30	MTA Lifestyle: Al Maidah (R)
08.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.139 (R)
09.45	Urdu Class: Lesson No.445 (R)
10.55	Indonesian Service: Tilawat, Dars Quran
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning Arabic: Lesson No.42
13.50	From The Archives: Q/A with Huzoor Rec: 01.02.86
14.15	Bengali Service: Mulaqat with Huzoor Rec: 18.01.94
15.00	Homoeopathy Class: Lesson No.36
16.00	Children's Corner: Quran Pronunciation Surah Al-Baqarah V134-137 Lesson No.31
16.20	Children's Corner: Moshaira
16.55	German Service
18.06	Tilawat,
18.35	Urdu Class: Lesson No.446
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.140 Rec:27.03.96
20.40	Speech by Maulana Sultan Mehmood Sb
21.25	Quiz: History of Ahmadiyyat, Part 94
22.00	Homoeopathy Class: Lesson No.36 (R)
23.00	Learning Arabic: Lesson No.42 (R)
23.20	Urdu Adab ka Ahmadiyya dabistan By Masood Ahmad Dehlvi Sb Topic: "Mohammad Ismail Panipatti" Pt I

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 Friday, May 21, 1999 Issue No.21

جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے

۱۵ویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

آسٹریلیا کے طول و عرض سے ۴۵۵۔ افراد کی شرکت

سڈنی: اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضل و کرم سے جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا پندرھواں جلسہ سالانہ نہایت کامیابی کے ساتھ مورخہ ۲/ تا ۴/ اپریل مسجد بیت الهدیٰ، سڈنی میں منعقد ہوا۔ آسٹریلیا کے اس مرکزی جلسہ سالانہ میں سڈنی کے علاوہ کینبرا، ایڈیلیڈ، برزبن اور میلبورن کی جماعتوں کے ۴۵۵ افراد نے شرکت کی۔ جلسہ کے جملہ امور کو بہتر انداز میں پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مختلف شعبہ جات قائم کئے گئے اور ہر شعبہ کے لئے ایک ناظم اور کارکنان کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ جلسہ کے لئے مسجد بیت الهدیٰ کے دونوں ہالز استعمال کئے گئے۔ خواتین کے لئے نیچے والا ہال جبکہ مرد حضرات کے لئے اوپر والا ہال استعمال کیا گیا۔ ہالز کو مختلف قسم کے بینرز سے سجایا گیا تھا۔ جلسہ سے پہلے وقار عمل کے ذریعہ سے مسجد اور گردو پیش کی صفائی اور جلسہ سے متعلق دوسرے اہم کام سرانجام دئے گئے۔ مہمانوں کی آمد جلسہ سے ایک دن پہلے یعنی یکم اپریل سے ہی قافلوں کی صورت میں شروع ہو گئی تھی۔ لنگر خانہ حضرت مسیح موعودؑ یکم اپریل سے، جلسہ کے دوران اور بعد میں بھی جاری رہا۔ اور کارکنان نے حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خوب خدمت کی۔ اسی طرح سے مہمانوں کی آمدورفت کے لئے بھی ایک شعبہ قائم کیا گیا تھا جو کہ مہمانوں کو ضرورت پڑنے پر ٹرانسپورٹ مہیا کرتا رہا۔ ۲۴ گھنٹے حفاظت کا انتظام کیا گیا تھا۔ شعبہ حفاظت کے دفتر میں ہی سب مہمانوں کی رجسٹریشن کا بھی انتظام تھا۔ جلسہ کے موقع پر ایک بک سٹال بھی لگایا گیا۔ مہمانوں نے کافی شوق سے وہاں سے کتب خریدیں۔

جلسہ کا باقاعدہ آغاز نماز جمعہ کے بعد مکرم و محترم مولانا محمود احمد صاحب شاہد، امیر و مشنری انچارج آسٹریلیا کی صدارت میں ہوا۔ مکرم موسیٰ بن مصران کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم سید علی سجاد صاحب نے نظم پیش کی۔ ایک دوست نے حضرت مسیح موعودؑ کے فارسی کلام میں سے نظم "جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است" پیش کی۔ مکرم و محترم امیر صاحب نے حاضرین جلسہ سے افتتاحی خطاب فرمایا۔ اپنے خطاب میں محترم امیر صاحب نے جلسہ سالانہ کی اغراض اور مقاصد بیان فرمائے اور مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات، جلسہ سالانہ کی اہمیت کے بارے میں پیش فرمائے۔ اور پھر امیر صاحب نے افتتاحی دعا کروائی۔

بعدہ مکرم انوار الحق منیب صاحب نے "ہمارا خدا" کے موضوع پر اور مکرم رمضان شریف صاحب نے انگریزی میں "Life after Death" کے موضوع پر تقریر کی۔ مکرم منصور شاہ صاحب نے "Promised Messiah's Love for The Holy Prophet" کے موضوع پر تقریر کی اور اس کے ساتھ ہی جلسہ کے پہلے سیشن کا اختتام ہوا۔

مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا جو کہ دوسرے دن بھی اسی وقت منعقد ہوا۔

جلسہ کے دوران نماز تہجد باجماعت ادا کی جاتی رہی۔ مکرم مولانا قمر داؤد کھوکھر صاحب اور ڈاکٹر عمر شہاب خان صاحب نے درس قرآن دیا۔

دوسرے دن کا پہلا اجلاس مکرم ڈاکٹر منیر احمد صاحب عابد، صدر جماعت ایڈیلیڈ کی زیر صدارت ہوا۔ مکرم رانا اعجاز احمد صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم اطہر محمود صاحب نے "حضرت محمد ﷺ بحیثیت داعی الی اللہ"، مکرم خلیل شیخ صاحب نے "Prophecies of the Holy Quran"، مکرم چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب نے "Unity of God"، مکرم سلیم احمد چوہدری صاحب نے "Quranic concept of Evolution" اور مکرم نیک محمد صاحب نے "جدید معاشرے میں اسلامی اقدار کی حفاظت" کے موضوعات پر تقاریر کیں۔

ظہر اور عصر کی نمازوں اور کھانے کے وقفہ کے بعد دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرم ممتاز علی مقبول صاحب، صدر جماعت برسبن کی صدارت میں ہوا۔ مکرم حافظ سہیل احمد صاحب کی تلاوت کے بعد مکرم محمد جبار صاحب نے نظم پیش کی۔ مکرم مولانا قمر داؤد کھوکھر صاحب، مربی سلسلہ میلبورن نے "شان ختم نبوت" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ بعدہ مکرم نعیم حبیب اللہ صاحب نے "احمدیت کے مستقبل کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں" کے موضوع پر اور مکرم مرزا مظفر احمد صاحب نے "Domestic Hormony" کے موضوع پر تقاریر کیں۔ اس کے بعد مجلس سوال و جواب شروع ہوئی۔

سوالات کے جواب دینے کے لئے ایک پینل مقرر کیا گیا جس کے ممبران میں مکرم مولانا قمر داؤد کھوکھر صاحب، مکرم چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب، مکرم ڈاکٹر ریاض اکبر صاحب اور مکرم ڈاکٹر عمر شہاب خان صاحب شامل تھے۔ اس مجلس کے Co-ordinator مکرم عبداللطیف مقبول صاحب تھے۔ جلسہ کے موقعہ پر وزیر امیگریشن و ثقافت Hon.Mr.Philip Ruddock, (Minister for Immigration & Multi Cultural Affairs- Australia) کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا جو انہوں نے خاص اس موقع کے لئے ارسال کیا تھا۔

انہوں نے محترم امیر صاحب کے نام اپنے اس پیغام میں محترم امیر صاحب اور جماعت آسٹریلیا کی طرف سے جلسہ میں شرکت کے دعوت نامے پر شکریہ ادا کیا اور جلسہ میں شرکت نہ کر سکنے پر افسوس کا اظہار کیا۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کی آسٹریلیا میں خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا آج دنیا کے ہر حصے میں لڑائی جھگڑے اور تفرقہ ہے آپ کا یہ جلسہ ہمارے معاشرے میں آپس کی محبت کے لئے ایک سنگ میل ثابت ہو۔ وزیر موصوف نے کہا کہ آپ کی جماعت نے مسلم برادری اور دوسرے آسٹریلین کے درمیان جو محبت اور دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے اس کی ہماری نظر میں بہت قدر اور اہمیت ہے۔ اس کے علاوہ جماعت کی کوششیں جو آسٹریلیا کی تعمیر و ترقی میں کی جارہی ہیں ان کی بھی تعریف کی۔ وزیر موصوف نے جماعت کی طرف سے مختلف موقعوں پر جو مفید مشورے دئے گئے ان کی بھی تعریف کی۔ آخر میں وزیر موصوف نے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے ایک بار پھر دعوت کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میری خواہش ہے کہ جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا یہ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب ہو۔

آخری دن یعنی ۴/ اپریل کو اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز محترم مولانا محمود احمد صاحب شاہد، امیر جماعت احمدیہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مرزا مظفر احمد صاحب نے کی۔ مکرم ثاقب محمود عاطف صاحب نے نظم پیش کی۔ بعدہ مکرم ڈاکٹر عمر شہاب خان صاحب نے "حضرت مسیح موعودؑ اور خدمت قرآن" کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد ڈاکٹر ریاض اکبر صاحب نے "Quran & Cosmology" اور مکرم موسیٰ بن مصران صاحب نے "Why I believe in Islam" کے موضوعات پر تقاریر کیں۔ ہمارے ایک فلسطینی احمدی بھائی مکرم موسیٰ عبدالقادر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عربی قصیدہ "یا عینَ فَیضِ اللّٰہ وَالعِرفَانِ" بہت پیارے انداز میں پڑھا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے جلسہ کے شرکاء سے اختتامی خطاب فرمایا۔

محترم امیر صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ کس طرح اور کس طرزِ عمل پر حضرت مسیح موعودؑ اپنی جماعت کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کا اقتباس پیش کرتے ہوئے امیر صاحب نے فرمایا کہ آپؑ نے اپنی جماعت کو خدمت خلق کی جو تعلیم دی ہے وہ رنگ و نسل اور مذہب سے بالا ہو کر خدمت کرنے کی تعلیم ہے۔ محترم امیر صاحب نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان ارشادات کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں آسٹریلیا کی تعمیر و ترقی میں بھی بھرپور حصہ لینا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری مدد یا خدمت صرف اپنوں تک محدود نہیں ہونی چاہئے بلکہ یہ عالمگیر ہونی چاہئے۔ محترم امیر صاحب نے اپنا خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ایک اور فرض جو ہمیں کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے وہ تبلیغ کا اہم فریضہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں اپنے عمل سے ثابت کرنا ہے کہ سچا اور حقیقی اسلام ہمارے پاس ہے۔ آپ نے اپنے خطاب میں جلسہ کے جملہ انتظامات کی تعریف فرمائی اور سب کارکنان اور مہمانان کا شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جلسہ تین دن جاری رہنے کے بعد بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علی ذالک

(رپورٹ: ثاقب محمود عاطف۔ آسٹریلیا)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔